ماہنامہ

پیام عمل

لاہور

www.khwajalateefansari.com
Rekhta.org
www.khwajalateefansari.com
www.khwajalateefansari.com

حسینی فنڈ

میں

عطیہ مرحمت فرما کر مرسلہ رقم سے دو چند قیمت کا لٹریچر اُردو۔ انگریزی۔ گجراتی۔ بنگالی۔ پشتو۔ سندھی اور عربی جس زبان میں بھی مطلوب ہو (بعد منہائی اخراجات ڈاک) مجالسِ محترم سے قبل حاصل کیا جا سکتا ہے۔ عاشقانِ حسین علیہ السلام سے استدعا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر کربلا کی عظیم قربانیوں کی اس کے اسباب و علل کے ساتھ نشر و اشاعت میں ہمارا ہاتھ بٹائیں۔ آج بھی حُسینیت پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوششیں ہو رہی ہیں ان کا دفاع ہمارا دینی فریضہ ہے۔

یقیناً اس علمی نصرت کا اجر اُن کو معصومۂ عالم ہی درگاہِ احدیت سے دلوائیں گی؛

مینجنگ ٹرسٹی:- — الداعی الی الخیر —

امامیہ مشن پاکستان ٹرسٹ بھارت نگر اکرم روڈ لاہور (پوسٹ بکس ۱۴۹۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامہ

"پیامِ عمل" لاہور

جلد ۱۰ — جمادی الثانی سنہ ۱۳۸۶ھ — اکتوبر سنہ ۱۹۶۶ء — شمارہ ۸

ادارۂ تحریر :-

خواجہ محمد لطیف انصاری

پروفیسر محمد صادق قریشی

وحید الحسن ہاشمی

افسر عباس زیدی

صفدر جعفری

بدل اشتراک

ممبران خصوصی .. .. پانچ روپے سالانہ

معاونِ خصوصی .. .. دس روپے سالانہ

مربی ... یکصد روپے یکمشت یا دس روپے ماہوار

سرپرست ... پانچسو روپے یکمشت یا پچیس روپے ماہوار

فی پرچہ ۱۹ پیسے

چھپے از مطبوعات

امامیہ مشن پاکستان ٹرسٹ

اکرم روڈ پاک نگر لاہور

ترتیب

۱- مدیر نوائے وقت ..... ؟	اداریہ	۴
۲- محفل	خطوط	۸
۳- تفسیرِ قرآن	سرکار علامہ علی نقی صاحب قبلہ مدظلہ	۹
۴- حضرت بی بی	سید نذر عسکری عزمی کراروی	۱۱
۵- پردہ	سید ظفر حسن صاحب قبلہ امروہوی	۱۷
۶- سلام	علامہ نجم آفندی صاحب قبلہ	۲۲
۷- العزۃ للّٰہ کی تصویر ہے زہرا	علی فطرت	۲۳
۸- حسین تیری ضرورت ہے پھر زمانے کو	فیض محمد گوہر جعفری	۲۴
۹- آل پاکستان مطالبات کنونشن ملتان		۲۵
۱۰- میزان	(تبصرہ کتب)	۳۳
۱۱- اطلاعات		۳۴
۱۲- اشتہارات		

★

اداریہ

مدیرِ "نوائے وقت" سے....

نوائے وقت لاہور کے ایک حالیہ شمارے میں اس امر پر تشویش کا اظہار کیا گیا ہے کہ انگلستان میں دو لاکھ پاکستانیوں کے بچے ایسی فضا میں پروان چڑھ رہے ہیں کہ بچپن سے جوانی کی منزل تک ان کے معصوم کانوں میں دن کے کسی حصے میں اذان کی آواز تک نہیں پہنچتی۔ اگر یہ مسلمان بچے اسی طرح مغربی تہذیب کی گود میں پرورش پاتے رہے تو اس کا لازمی نتیجہ یہی ہوگا کہ یہ بچے پاکستانی تو کجا مسلمان بھی نہ رہ جائیں گے۔

ہم نوائے وقت کے اس اظہارِ خیال کے سو فیصد حامی ہیں کہ اگر بچوں کو ان کے عقائد، ان کے اعمال اور ان کے تہذیبی ماحول میں پرورش کا موقع نہ ملا تو وہ یقیناً اسی کلچر و ثقافت کے رسیا ہو جائیں گے۔ جس میں ان کی پرورش ہو رہی ہے۔ اس اصول کو پیشِ نظر رکھ کر ہم مدیر نوائے وقت کی خدمت میں صرف یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ پاکستان میں شیعہ قوم اپنے عقائد، اعمال اور تہذیبی وراثت کے لحاظ سے اپنے سنّی بھائیوں سے جدا شعور کی مالک ہے اور جو نسخہ مدیر نوائے وقت انگلینڈ کے مسلمان بچوں کے لیے تجویز فرما رہے ہیں ہم یہ چاہتے ہیں کہ وہی نسخہ پاکستان میں شیعہ بچوں کے لیے تجویز فرمائیں۔ کیونکہ اگر ہمارے بچوں کو ہمارے اپنے عقائد و اعمال کے اعتبار سے تعلیم نہ دی گئی تو اس بات کا خدشہ ہے کہ وہ سوادِ اعظم کے حلقۂ افکار میں گرفتار ہو کر مسلکِ اہلبیتؑ سے دست بردار نہ ہو جائیں۔

ابھی چند دن ہوئے مدیر نوائے وقت نے ہندوستان کے مسلمانوں کی زبوں حالی کا ماتم کرتے ہوئے تحریر کیا تھا کہ ہندوستان میں شدھی کی مہم تیز تر کر دی گئی ہے، اور ہندوستانی حکومت مسلمانوں کو ان کے عقائد کے خلاف تعلیم دے کر انھیں ہندو بنانا چاہتی ہے۔ اسی قسم کا اظہارِ خیال اس موقع پر بھی کیا گیا جب ہندوستان میں حکومت نے تمام طلبار کے لیے ہندی کی تعلیم ضروری قرار دی۔

ہم ایمانداری سے یہ عرض کر دینا چاہتے ہیں کہ جدا دینیات کا مطالبہ کسی ایک فرد، ایک طبقہ یا ایک گروہ کی طرف سے نہیں کیا گیا ہے بلکہ اس مطالبے کی پشت پر دو کروڑ شیعوں کے دھڑکتے ہوئے دلوں کی آواز ہے اور اس آواز کی گونج دشت و صحرا ہی نہیں قصرِ حکومت کے ایوانوں میں بھی پہنچ چکی ہے۔ چنانچہ اس مطالبے کو صدرِ مملکت نے بھی جائز قرار دیا ہے۔ اور ہمیں یقین ہے کہ صدرِ مملکت محمد ایوب خاں کو اپنے کیے ہوئے وعدے کا پاس ضروری ہوگا۔

ابھی چند دن ہوئے اسلامی مشاورتی کونسل نے اسلامی

کے نصاب کے متعلق یہ فیصلہ کیا کہ :-

"میٹرک کے سنّی اور شیعہ طلباء کے لیے قرآن حکیم، سیرتِ نبوی اور اخلاقیات کی حد تک تو اسلامیات کا مشترکہ نصاب تیار کیا جائے لیکن اختلافی مسائل پر ہر دو کے لیے ایک ہی کتاب میں الگ الگ باب رکھے جائیں گے۔"

مذکورہ بالا فیصلے کی افادیت کے متعلق کسی حلقے کی طرف سے کوئی بیان جاری نہیں کیا گیا لیکن مدیر نوائے وقت نے ۴ ستمبر کی اشاعت میں ملک کے تمام شیعوں کو تنگ نظر اور کوتاہ اندیش کے القاب عطا کر دیے کیونکہ انھوں نے جداگانہ دینیات کا مطالبہ کیا اور اسلامی مشاورتی کونسل کے فاضل ارکان نے ایک حد تک اس مطالبے کو جائز قرار دیا۔

فاضل مدیر نوائے وقت شیعوں کے جداگانہ مطالبے کو اس لیے ناجائز سمجھتے ہیں کہ اس مطالبے سے پاکستان کی وحدت منتشر ہو جائے گی اور پاکستان ہمیشہ کے لیے ایک خلفشار میں مبتلا ہو جائے گا۔ شاید مدیرِ محترم کو مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہٗ کے اس فتوے کا علم نہیں جو انھوں نے یکم جمادی الاول ۱۳۸۲ھ کراچی میں دیا تھا جس میں مولانا موصوف نے تحریر کیا تھا :-

"سنّی شیعہ تعلیمِ دینیات کے معاملے میں میری قدیم سے یہ رائے ہے کہ شیعی حدیث و فقہ چونکہ سنّی حدیث و فقہ سے بہت زیادہ مختلف ہیں۔ ان کی تعلیم میں اگر صرف اس "قدرِ مشترک" پر اکتفا کیا جائے جو دونوں مذہبوں میں متفق علیہ ہیں تو دینی ضروریات کے بہت بڑے حصے سے دونوں جماعتوں کے طلباء محروم ہو جائیں گے۔ اور عملی طور پر وہ تعلیم بالکل ناکافی ہوگی۔ اور اگر اختلافی مسائل کو بصورت اختلاف پڑھایا جائے تو طلباء کے ذہنوں کو مشوش کرنا اور اختلاف کی بنیاد ڈالنا ہے۔ اس لیے صحیح صورت میرے نزدیک یہی ہے کہ شیعہ حدیث و فقہ باقاعدہ مدون بھی ہیں اس کو علیحدہ پڑھایا جائے اور امتحان کے پرچے الگ الگ ہوں۔

میں نے کراچی یونیورسٹی میں نصاب کمیٹی کے ممبر ہونے کی حیثیت سے اس رائے کا اظہار بھی بار بار کیا ہے۔ اور اب کراچی یونیورسٹی میں اس کے مطابق دونوں نصاب علیحدہ کر بھی دیے گئے ہیں۔ اور تجربہ سے یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ یہ طریقہ اتحاد "بین المسلمین" کے لیے مُضر نہیں بلکہ مفید ہے۔ اور اتنی علیحدگی سے یونیورسٹی پر کسی مالی بار کا اضافہ نہیں ہوا جس کی وجہ سے اس طریق کے جاری کرنے میں کوئی عملی دشواری ہو۔"

معلوم ہوتا ہے کہ مدیرِ محترم نے اپنے دفتر سے نکل کر پاکستان کے وسیع و عریض علاقے کے شیعوں کی روز افزوں اضطراب اور بے چینی کا جائزہ

لینے کی کبھی زحمت ہی گوارا نہیں فرمائی اور شاید فاضل مدیر
کو یہ بھی خبر نہیں کہ مصر میں شیعہ اور سنّی نصاب دینیات
جدا جدا ہیں - خود ہندوستان میں علی گڑھ یونیورسٹی
میں شیعہ اور سنّی نصاب دینیات

کی الگ الگ جماعتیں ہوتی ہیں - اور بانیٔ
پاکستان نے بھی واشگاف الفاظ میں یہ تحریر کیا تھا کہ
پاکستان میں شیعوں کے حقوق محفوظ ہوں گے - ان
دلائل کے ہوتے ہوئے فاضل مدیر کا یہ کہنا کہ جداگانہ
نصاب دینیات سے پاکستان کی سالمیت پارہ پارہ
ہو جائے گی، تجاہلِ عارفانہ نہیں تو اور کیا ہے؟

ہم مدیر نوائے وقت کی خدمت میں یہ کہنے
کی جسارت چاہتے ہیں کہ جداگانہ دینیات کا مطالبہ
شیعانِ پاکستان کے لیے زندگی اور موت کی
حیثیت رکھتا ہے - پاکستان کے شیعہ اتحادِ اسلامی
کے لیے پاکستان کی سالمیت کے لیے اور ملک کے
تحفظ و بقا کے لیے ہر شئے کی قربانی دے چکے ہیں
اور اب بھی کسی قربانی سے دریغ نہ کریں گے - لیکن
وہ کسی سطح پر بھی اپنے مذہب کی سودا بازی ہرگز ہرگز
نہ کریں گے۔

مداحِ ابنِ زیاد اور ریڈیو پاکستان لاہور

۶ ستمبر ۱۹۶۶ء کو فوجی بھائیوں کے پروگرام میں
جناب طفیل ہوشیارپوری نے ریڈیو پاکستان لاہور سے
شہیدانِ وطن کے سلسلے میں جو نظم سنائی اس کا ایک
مصرع قارئین کی ضیافتِ طبع کے لیے پیش کیا جا رہا
ہے تاکہ قارئین یہ اندازہ کر لیں کہ کارکنانِ ریڈیو پاکستان
لاہور کس قسم کے شعراء کی دلجوئی کر کے قوم کے دلوں میں کس
قسم کے رجحان پیدا کرنا چاہتے ہیں:-

"خالد ہے ان میں کوئی ، ابنِ زیاد کوئی"

کتنے افسوس کی بات ہے کہ جن شہیدوں نے اپنا
پاک خون عزیز وطن کی خاطر میدانِ جنگ میں بہایا آج ان
کی برسی کے موقع پر انھیں ریڈیو پاکستان لاہور ابنِ زیاد
کا خطاب دے رہا ہے - ہم کارکنانِ ریڈیو پاکستان لاہور
سے معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ کیا وہ ابنِ زیاد کی ولادت
اس کے "اعمالِ خیر" اور اس کے "کارناموں" سے واقف
نہیں ہیں؟ ہمیں یقین ہے کہ ہر مسلمان ابنِ زیاد کے
منحوس افعال سے بخوبی واقف ہے لیکن ریڈیو کے
کرتا دھرتا بیجا نوازی کے زعم میں ہر اس کام کو کرنا
چاہتے ہیں جس سے اسلام کی بیخ کنی ہوتی ہے یا
ہو سکتی ہے۔

ہم ڈائرکٹر جنرل ریڈیو پاکستان سے مطالبہ
کرتے ہیں کہ وہ اس قسم کی بیہودہ نظمیں پڑھوانے
والوں کا محاسبہ کریں اور ریڈیو پاکستان لاہور کو
متعصب اور نااہل کارکنان سے نجات دلائیں
ساری قوم اس سلسلے میں منتظر ہے کہ دیکھیں
اربابِ بست و کشاد کیا قدم اٹھاتے ہیں؟

ضروری اعلان

امامیہ مشن پاکستان ٹرسٹ لاہور نے بعض بڑی

RekhtaDownload.com
www.khwajalateefansari.com

اور مقامی اراکین اور بہی خواہوں کی خواہش پر فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ دفتر میں اتوار کی بجائے جمعہ کو تعطیل ہوا کرے۔ لہٰذا اب شعبۂ تبلیغ کی ہفتہ وار میٹنگ بھی بروز اتوار بوقت چار بجے شام صدر دفتر امامیہ مشن پاک نگر، اکرم روڈ لاہور میں ہوا کرے گی۔ افرادِ ملتِ جعفریہ کی اطلاع کے لیے اعلان جاری کیا گیا ہے۔

خوشگوار تبدیلی

پاکستان کے طول و عرض میں اس بات پر یقیناً مسرت کا اظہار کیا جائے گا کہ ملک کے نامور ریاضی دان، تعلیم دان، سوشل ورکر اور امامیہ مشن پاکستان کے مینجنگ ٹرسٹی پروفیسر محمد صادق صاحب قریشی ایم اے، ایم۔ او۔ ایل، امامیہ کالج منٹگمری کے پرنسپل مقرر ہو گئے ہیں۔ پروفیسر موصوف کی دیرینہ خواہش تھی کہ آپ اپنے ادارے میں رہ کر قوم و ملک کی خدمت کرتے۔ چنانچہ خدا نے ان کی دیرینہ حسرت پوری کی اور اہلِ منٹگمری بے حد خوش قسمت ہیں کہ اب انھیں ایک مہربان اور انتھک قوم کا خادم مل گیا ہے جس کی سوجھ بوجھ، طرزِ فکر اور زاویۂ نگاہ کے ہر طرف مداح نظر آتے ہیں۔

امامیہ مشن نے جو کچھ بھی ترقی کی منزلیں طے کی ہیں وہ قریشی صاحب قبلہ کے دور سے تعلق رکھتی ہیں۔ منٹگمری میں رہائش پذیر ہونے کی وجہ سے آپ نے امامیہ مشن کی مینجنگ ٹرسٹی شپ سے استعفا دے دیا ہے اور آپ کی جگہ پر مشن کے ایک سینئر ٹرسٹی خواجہ حبیب علی صاحب مقرر کیے گئے ہیں۔

خواجہ صاحب قبلہ ایک عرصہ دراز سے قومی خدمت فرما رہے ہیں لیکن ملازمت کی وجہ سے انھیں کھل کر خدمت کا موقع نہ مل سکا۔ اب صاحب موصوف نے پوری تندہی سے امامیہ مشن کے کاموں میں دلچسپی لینی شروع کر دی ہے۔ خواجہ صاحب اقتصادیات کے ماہر سمجھے جاتے ہیں۔ اور انھوں نے اس شعبہ میں بڑے بڑے اہم کام سرانجام دیے ہیں۔ ادارہ تحریر قبلہ پروفیسر صادق قریشی صاحب کے اس نئے عہدے پر انھیں ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہے۔ اور دعا کرتا ہے کہ قبلہ خواجہ صاحب امامیہ مشن پاکستان کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کو بامِ ارتقا تک پہنچانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں گے۔

نئے گورنر مغربی پاکستان

ادارہ تحریر نئے گورنر، جنرل محمد موسیٰ کو خوش آمدید کہتا ہوا صدرِ مملکت محمد ایوب خاں کے اس حسنِ انتخاب کی داد دیتا ہے۔ سابق گورنر جناب ملک امیر محمد خاں صاحب نے اپنے ایک پیغام میں جنرل محمد موسیٰ کے اعمال و کردار کی قسم کھائی ہے اور کہا ہے کہ وہ ایک سچے مسلمان اور سچے محب وطن ہیں۔ ہمیں یقینِ محکم ہے کہ جنرل محمد موسیٰ اپنے عہدِ حکومت میں ان تمام کوتاہیوں کا ازالہ فرمائیں گے جو کسی وجہ سے بھی معرضِ وجود میں آتی رہی ہیں۔

جنرل موصوف نے ستمبر کی جنگ میں جو خدمات کی ہیں اس سے پاکستان کا بچہ بچہ واقف ہے اور ہمیں یقین ہے کہ وہ بحیثیت گورنر بھی اس عہدے کے [illegible] گے۔ (ادارہ)

محفل

مکرمی و محترمی - آداب!

"پیامِ عمل" کی زیارت علی الصبح زیارتِ عین سمجھتا ہوں علامہ سید علی نقی النقوی صاحب کی تحریر "تفسیر قرآن" سے صبح کی تنزل ہو جاتی ہے۔ علاوہ ازیں "پیامِ عمل" بڑے دلچسپ مضامین سے آراستہ ہے۔ پچھلے شمارہ میں عالیجناب محمد شفیع حیدر ضیا صاحب کا مضمون "عالمِ نسوانیت کو زندۂ جاوید بنانے والی شہزادی" پڑھا تو بے ساختہ مذکور کے لیے دعا نکلی۔ خدا کرے زورِ قلم اور زیادہ۔ کیا ہی اچھا ہوتا جو سید محمود الحسن صاحب گیلانی کو دوبارہ پیامِ عمل میں تحریر کے لیے دعوت دی جاتی۔ ان کے مضامین تحقیقات کے باعث ہمارے دلوں میں گھر کر گئے ہیں۔ غرضیکہ پیامِ عمل کو اگر صدفِ دین کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ درگاہِ رب العزت میں دعا ہے کہ پیامِ عمل اپنی تمام تر خوبیوں کے باعث دنیا اسلام میں واحد جریدہ ہو۔

(سید مختار حسین نقوی ممبری نمبر ۱۳۰۵)

مدیر محترم - سلام علیکم

رحمتِ خداوندی سے امید ہے کہ مزاجِ گرامی بخیر ہوگا۔ ایک مقالہ بعنوان "علم و عمل و اسلام" حاضرِ خدمت ہے، جو میری قلمی کاوش کا پہلا نتیجہ ہے۔ امید ہے کہ جناب بشرطِ پسندیدگی اپنے موقر جریدہ "پیامِ عمل" کی کسی نزدیکی اشاعت میں اس کو شریک فرمائیں گے۔ نہایت شکرگزار ہوں گا۔ نیز درخواست ہے کہ جس اشاعت میں اس مقالہ کو شریک کیا جائے اس کی ایک کاپی مذکورہ پتہ پر روانہ فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ دیگر امورِ لائقہ سے یاد فرمائیں۔

(شیخ نثار حسین کشمیری جامعۃ النجف الدینیہ نجف)

مکرمی مدیر صاحب - سلام مسنون۔

"پیامِ عمل" کا "شریکۃ الحسینؑ نمبر" ملا۔ پڑھ کر دل نہایت خوش ہوا۔ اداریہ انتہائی عمدہ اور سبق آموز ہے۔ مولانا سید محمد جعفر صاحب قبلہ کا مضمون "سوانح حیات شریکۃ الحسینؑ" اور پروفیسر محمد صادق صاحب قریشی کا مضمون "سیدہ زینبؑ کی بے مثل قربانی" نہایت ہی جامع مضامین ہیں۔ ثقۃ الاسلام مولانا سید طیب آغا صاحب قبلہ جزائری کا ترجمہ کیا ہوا "ثانیٔ زہراؑ جناب زینبؑ خاتون کا ایک نوحہ" بہت ہی قابلِ تعریف ہے۔ حصۂ نظم کی جس قدر بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ جناب خلش پیراصحابی کی نظم "شریکۃ الحسینؑ" اور جناب ممتاز مانپوری کا قصیدہ لاجواب نظمیں ہیں۔ دعا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے محبوب مدنیؐ اور اہلِ بیتؑ کے صدقے میں رسالے کو دن دُگنی اور رات چوگنی ترقی دے۔ (محمد اقبال حسین چغتائی ڈہرکی ضلع سکھر)

سرکار سید العلماء علامہ سید علی نقی النقوی مدظلہٗ العالی مجتہد العصر

تفسیرِ قرآن

وَإِذْ قُلْتُمْ يَٰمُوسَىٰ لَن نَّصْبِرَ عَلَىٰ
طَعَامٍ وَٰحِدٍ فَٱدْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ
لَنَا مِمَّا تُنۢبِتُ ٱلْأَرْضُ مِنۢ بَقْلِهَا
وَقِثَّآئِهَا وَفُومِهَا وَعَدَسِهَا
وَبَصَلِهَا ۖ قَالَ أَتَسْتَبْدِلُونَ
ٱلَّذِى هُوَ أَدْنَىٰ بِٱلَّذِى هُوَ
خَيْرٌ ۚ ٱهْبِطُوا۟ مِصْرًا فَإِنَّ
لَكُم مَّا سَأَلْتُمْ ۗ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ
ٱلذِّلَّةُ وَٱلْمَسْكَنَةُ وَبَآءُو
بِغَضَبٍ مِّنَ ٱللَّهِ ۗ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ
كَانُوا۟ يَكْفُرُونَ بِـَٔايَٰتِ ٱللَّهِ وَ
يَقْتُلُونَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ بِغَيْرِ ٱلْحَقِّ ۗ
ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوا۟ وَّكَانُوا۟ يَعْتَدُونَ ﴿٦١﴾

"اور اس وقت جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم ہرگز ایک کھانے پر صبر نہیں کریں گے لہٰذا اپنے پروردگار سے ہمارے لیے دعا کیجیے کہ وہ ہمارے لیے وہ چیزیں نکالے جو زمین سے اُگتی ہیں، جیسے ساگ، ککڑی، گیہوں، مسور اور پیاز۔ موسیٰؑ نے کہا، ارے ایسی پست چیزیں تم بدل کر لینا چاہتے ہو اس کے بجائے جو بہتر ہے۔ اچھا تو پھر کسی شہر میں جا کر اترو، وہاں تمھیں جو مانگتے ہو سب مل جائے گا۔ اور ان پر ذلت اور محتاجی عائد کر دی گئی اور وہ اللہ کے غضب میں گرفتار ہو گئے یہ اس لیے کہ وہ اللہ کی نشانیوں کا برابر انکار کرتے تھے۔ اور پیغمبروں کو ناحق قتل کر ڈالتے تھے۔ یہ اس لیے کہ انھوں نے نافرمانی کی اور وہ برابر ظلم و تعدی سے کام لیتے تھے۔"

اس سے قبل ایک آیت میں یہ ذکر آ چکا ہے کہ بنی اسرائیل کو دشتِ سینا میں کھانے کی دو قسم کی چیزیں ملتی تھیں۔ ایک مَن جسے بعض لوگوں نے ترنجبین بتایا ہے اور دوسرے سلویٰ جس کی بٹیر کے نام سے تشریح کی گئی ہے۔ بنی اسرائیل کی بس ہر پھر کے وہاں یہی غذا تھی۔ ایک مدت تک اسے کھانے کے بعد ان کی طبیعت بھر گئی اور اب انھوں نے حضرت موسیٰ سے ان غذاؤں کی فرمائش کی جن کے وہ مصر میں عادی تھے۔ توریت میں اسکا ذکر ان الفاظ

میں ہے:-

"اور بنی اسرائیل بھی پھر سے اور روتے ہوئے بولے کون ہے جو ہمیں گوشت کھانے کو دے گا ہم کو وہ مچھلی یاد آتی ہے جو ہم مفت مصر میں کھاتے تھے اور وہ کھیرے اور خربوزے اور وہ گندنا اور پیاز اور وہ لہسن، پر اب تو ہماری جان خشک ہو چلی۔ یہاں ہماری آنکھوں کے سامنے کچھ بھی نہیں ہے۔ مگر یہ من"۔ (گنتی ۱۱: ۴ تا ۶)

اسطرح کی فرمائش یا التجا عام حالات میں ہوتی تو کوئی قابلِ اعتراض بات نہ تھی کیونکہ وہ فطرتِ بشری کے ایک عام تقاضا پر مبنی تھی کہ انسان کا ایک غذا کھاتے کھاتے چاہے وہ کتنی ہی نفیس و لذیذ ہو جی اکتا ہی جاتا ہے مگر یہاں صورتِ حال تو یہ تھی کہ مصر سے وہ نکالے گئے تھے۔ مظالمِ فرعون سے نجات دلوانے کے لیے اور منزلِ مقصد یعنی فلسطین کے داخلہ سے وہ محروم ہو گئے۔ اپنی اس حکم عدولی اور سرکشی کی بدولت جو وہاں کے "قومِ جبارین" سے مقابلہ کی صورت درپیش ہونے کے بعد ان سے ظاہر ہوئی اور جس میں آخر میں انھوں نے یہ انتہائی جہالت آمیز جملہ تک کہہ دیا تھا کہ فاذهب انت وربك فقاتلا انا ههنا قاعدون (مائدہ ۲۵) یعنی آپ جائیے اور آپکا خدا، دونوں جنگ کر لیجیے۔ ہم یہیں بیٹھے ہوئے ہیں"۔ اسی کے نتیجے میں حکمِ ربانی ہوا۔ فانها محرمة عليهم اربعين سنة يتيهون في الارض (مائدہ ۲۷) "یہاں کا داخلہ ان پر چالیس برس کے لیے حرام ہو گیا۔ اتنی مدت میں یہ یونہی سرگرداں پھرتے رہیں گے"۔ اس سے ظاہر ہے کہ یہ دشت نوردی کی زندگی ان کے لیے بطور سزا تھی۔ اس صورت میں تقاضائے عقل یہ تھا کہ وہ اپنے گریبان میں خود منہ ڈالتے اور جو کچھ مل رہا تھا اسے غنیمت سمجھ کر صبر و شکر کے ساتھ اسی پہ اکتفا کرتے نہ یہ کہ وہ اپنے پیغمبر کو طرح طرح کی فرمائشیں کر کے اور ناز نخرے دکھا کر پریشان کریں۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ موسیٰ نے ان سے جھلا کر کہا کہ "ایسا ہی ہے تو کسی شہر میں جا کر اتر پڑو"۔ یعنی تمھاری بداعمالیوں سے مقدر میں تو یہ جنگل لکھا گیا ہے، پھر جنگل میں یہ چیزیں کہاں؟ ان سب چیزوں کی طلب ہے تو مصر میں یا کسی شہر میں جا کر بود و باش اختیار کرو جو کہ تمھارے بس ہی میں نہیں ہے[1]۔

یہ تو ایک جزئی واقعہ اس قوم کا تھا جو ذکر ہو گیا۔ اس مثال کو دیکھنے کے بعد اب اس پوری قوم کے لیے قرآنِ کریم نے فیصلۂ تقدیر سنایا ہے۔ جو ان کی بداعمالیوں کا نتیجہ ہے اس کا تعلق خاص ان لوگوں کے ساتھ نہیں ہے کہ جنھوں نے ایک غذا کو بدل کر دوسری غذا کی خواہش کی۔ اس لیے کہ انکے جرائم میں قتلِ انبیاء کا بھی ذکر ہے۔ یہ جرم قوم کی طرف نسبت رکھتا ہے ان خاص لوگوں کی طرف نہیں جو کہ تیہ میں حیران و سرگرداں پھر رہے تھے۔ پھر جبکہ یہ جرائم ان سے متعلق نہیں ہیں تو انکی پاداش کو بھی ان سے مخصوص نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ پوری قوم کے لیے کہا گیا ہے کہ ان پر ذلت اور فقیری عائد کر دی گئی ہے[2] (باقی بر صفحہ ۱۶)

---

[1] والامر بالهبوط على كلا الوجهين انما هو للتعجيز لان مصر هي بلاد عبوديتهم وذلتهم ومجمع عدوهم المطلوب مضافاً الى انهم كتب عليهم التيه فكيف يستطيعون الهبوط الى مصر (بلاغی ۲)

[2] الظاهر ان الضمير لا يختص بالذين طلبوا البصل وما ذكر فانهم لم يعهد منهم قتل النبيين بل يعود الضمير على نوع بني اسرائيل (بلاغی)

www.khwajalateefansari.com

خواجہ حبیب علی صاحب
موجودہ منیجنگ ٹرسٹی امامیہ مشن پاکستان ٹرسٹ

پروفیسر محمد صادق صاحب قریشی
سابق منیجنگ ٹرسٹی امامیہ مشن پاکستان ٹرسٹ لاہور

شیخ علی حسین صاحب پختہ قلعہ حیدر آباد
سرپرست مشن

سید اختر حسین صاحب ترمذی کبیر والا ضلع ملتان سرپرست مشن

سید اظہار حسین صاحب مشہدی
نائب ناظم شعبۂ تبلیغ امامیہ مشن پاکستان ٹرسٹ لاہور

RekhtaDownload.com
www.khwajalateefansari.com

سید ہاشم رضا صاحب کوئٹہ
مربی ۳۳۶ء

مولانا سید محمد افضل شاہ صاحب جعفری
چک عبدالخالق ضلع جہلم مربی ۲۳۱ء

چوہدری نذیر حسین صاحب برانچ مینیجر لائلپور
مربی ۶۴۰ء

سید غلام مرتضیٰ صاحب ترمذی لوکل سیکرٹری
کبیر والا ضلع ملتان مربی ۱۰ء

سید نذر عسکری عزمی کراروی

حضرت بی بیؑ

کسی بشر کی کیا مجال کہ وہ ممدوحۂ خدا و رسولؐ، سیدۂ کونین، بنت رسول الثقلین، ام الحسنؑ و الحسینؑ کے فضائل و محامد کے بیان کی جسارت کر سکے۔ جس کی عظمت کی ادنےٰ جھلک یہ ہے کہ اشرف المسلمین الیا عظیم المرتبت پدر اس کی تعظیم کو سرو قد استادہ ہوجاتا اور پیشانیٔ اقدس کا بوسہ لیتا۔

بعض کتابوں میں سیدۂ طاہرہؑ کی کنیت اُمّ ابیہا ملتی ہے جس کے معنی اپنے باپ کی امید ہیں (سیرت فاطمۃ زہراؑ آغا محمد سلطان مرزا) مطلب یہ ہے کہ اپنے باپ کے نام و نسل کو چلانے والی کیا شک ہے اس امر میں کہ رسولِ مختارؐ کی نسل جناب سیدہؑ کی اولاد سے قائم ہے۔ اور سیدہ کی نسل کے گیارہ مقدس ائمہؑ نے مقصد ختمی مرتبت کو باقی و زندہ رکھا۔ اور اس کے خاص لختِ جگر حسینؑ نے راہِ حق میں اپنی و اپنے بہتر اعزاد رفقاء کی قربانیاں دے کر اسلام کو حیاتِ جاوداں بخشی اور اسی سیدہؑ کا فرزند امامِ عصر صاحب الامر مہدیٔ زمان ہادیٔ دوران ہم نام خاتم مرسلاں ابوالقاسم محمدؑ الحجۃ القائمؑ بھی ہے جس کے وجود ذیجود سے دنیا قائم اور اسلام زندہ ہے۔

پھر کیوں نہ سرورِ کائنات سیدۂ کونین کی تعظیم و تکریم فرماتے۔ کبھی فاطمۃ بضعۃ منی کبھی حسینؑ منی وانا من الحسینؑ فرمایا کرتے۔ علامہ مشرقی لکھتے ہیں:۔

سیرتِ فرزند ہا از امہات جوہرِ صدق و صفا از امہات

سیدۂ کونین کے القاب کتب احادیث میں تفصیل کے ساتھ مرقوم ہیں۔ اسلام کا ہر فرقہ و ہر طبقہ ان معظمہ کا ادب شناس ہے۔ اور تمام مستورات اس باعظمت خاتون کا کھلا نام لینا سوء ادبی سمجھتی ہیں۔ اور طبقہ نسواں میں یہ مخدرہ "حضرت بی بی" کے لقب سے ملقب ہیں۔ ان کے نذر کی شیرینی کا ظرف ڈھانپ دیا جاتا ہے اس نذر کو وہی مستورات کھا سکتی ہیں جو صوم و صلوٰۃ کی پابند اور باطہارت ہوں۔

سیدۂ طاہرہ کی مادرِ گرامی جناب خدیجۃ الکبریٰ عاقلہ صالحہ، خیرہ خاتون تھیں۔ نسب میں افضل، شرف میں اعلیٰ تھیں اور تموّل میں سب سے زیادہ ہونے کی وجہ سے ملکۂ عرب مشہور تھیں۔ رسولِ مقبولؐ ان سے بہت محبت رکھتے اور احترام کرتے۔ اور ہر امر میں مشورہ کرتے معظمہ نے اپنی بیشمار دولت رسولؐ کے قدموں پر تصدق کر دی جس سے اسلام کی بنیادیں مستحکم ہوئیں۔ ان کی رحلت کا سال عام الحزن قرار دیا، ان کی یاد رسول کریمؐ کو تمام عمر تڑپاتی رہی۔ علامہ سبط ابن جوزی تذکرہ خواص الائمہ میں لکھتے ہیں کہ جناب عائشہ فرماتی ہیں:۔

"رسول اللہ گھر سے نکلتے ہی نہ تھے مگر یہ کہ تعریف کے ساتھ خدیجہ کا ذکر کرتے تھے۔ ایک دن حسبِ معمول آپ نے ذکر کیا تو مجھے غیرت (رشک) آئی اور میں نے کہا کہ وہ کیا تھیں، مگر بڑھیا۔ خدا نے آپ کو ان سے بہتر دی (یعنی مجھ کو) غالباً معظمہ اس فریبِ نفس میں مبتلا تھیں کہ کم عمر اور سرخ و سفید ہونا ہی بہتری کی دلیل ہے کردار اور عمل کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ سنکر آپ کو اتنا غصہ آیا کہ سامنے کے بال متحرک ہو گئے اور فرمایا، خدا کی قسم ان سے بہتر (بیوی) مجھے نہیں ملی۔ وہ اس وقت ایمان لائیں جب لوگ کافر تھے۔ اس وقت میری تصدیق کی جب لوگ تکذیب کر رہے تھے۔ اپنے مال سے اس وقت مدد کی جبکہ لوگوں نے روک رکھا تھا۔ خدا نے مجھے ان سے اولادیں عطا کیں (جبکہ دوسروں) سے نہیں دیں۔"

دوسری روایت میں یہ بھی تحریر ہے کہ "مجھے ان کی محبت عطا کی گئی۔"

اس حدیث سے حضرت عائشہ کا حسد اور کمساہٹ اور محبوبۂ رسول ہونے کا راز کھل جاتا ہے۔ بس حضرت خدیجہ ایسی ہی محبوبۂ رسول تھیں کہ آنحضرت نے ان کی حیات میں دوسرا عقد نہیں فرمایا۔ اور حضرت عائشہ کے عقد کے بعد درجنوں عقد کیے اور حضرت خدیجہ کے سالِ وفات کا عام الحزن نام رکھا۔

ابوہریرہ سے صحیح بخاری، مسلم، مشکوٰۃ، مشارق مصر مدارج النبوت میں روایت کی گئی ہے۔

"ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جبرئیل خدمتِ بابرکت پیغمبر میں حاضر ہوئے۔ عرض کیا کہ یا حضرت یہ خدیجہ آ رہی ہیں اور ایک ظرف میں کھانا اور شوربا لا رہی ہیں۔ جب آئیں تو انھیں خدا اور میری جانب سے ابلاغ سلام فرمائیے اور بشارت دیجیے جنت میں مروارید کے گھر کی جس میں کوئی شور و زحمت و تکلیف نہ ہوگی۔"

ہمارا مقصد فضائلِ جناب خدیجہ بیان کرنا نہیں ہے واضح یہ کرنا ہے کہ سیدۂ کونین کی مادرِ گرامی نزد خدا و رسول کس بلند منزلت کی حامل تھیں۔

حافظ عبدالبر استیعاب فی معرفت الاصحاب میں باسناد معتبرہ نقل کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ فرمایا کرتے تھے کہ تمام دنیا میں چار عورتیں افضل ترین ہیں۔ یعنی خدیجہ بنت خویلد فاطمہ بنت محمد، مریم بنت عمران اور آسیہ بنت مزاحم زوجۂ فرعون۔"

اکثر خوش اعتقاد افضلیت بین النساء میں شیخ بخاری کے پھیر میں پڑکر جادۂ حقیقت سے دور جا پڑے ہیں۔ لہٰذا دو سطروں میں یہ مسئلہ بھی طے ہوتا چلے۔

صاحب تاریخ خمیس ص۳۰۲ پر تحریر کرتے ہیں۔ سبط ابن جوزی و عبدالبر کی روایتوں کے مضمون کے بعد لکھتے ہیں:-

"اور خدیجہ پر بقول رسول، جبرئیل علیہ السلام نے سلام پہنچایا۔ بس وہ افضل ہیں عائشہ سے ابن داؤد سے کہا گیا کہ خدیجہ افضل ہیں یا فاطمہ

تو کہا رسول اللہ ص نے فرمایا ہے کہ فاطمہ ع میری
پارۂ جگر ہے، پس رسول ص کے پارۂ جگر کا کوئی
مقابل نہیں ہو سکتا۔"

واضح ہوا کہ جناب خدیجہ افضل ہیں حضرت عائشہ سے اور جناب سیدہ ع افضل ہیں جناب خدیجہ سے۔ تو اب یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ جناب سیدہ بدرجہا افضل ہوئیں حضرت عائشہ سے۔ ابھی تو دوسری خواتینِ جنت بھی تو باقی ہیں جب کہ رسولِ مقبول ص نے حضرت عائشہ کو خواتینِ جنت میں بھی نہیں فرمایا۔ اب ہم حضرت عائشہ ہی کی شہادت سے اسکا فیصلہ کرائے دیتے ہیں۔

"ام المسلمین عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ ع سے فرمایا، کیا تم اس سے راضی نہیں ہوئیں کہ تم تمام جہان کی عورتوں کی سردار او مومنین عورتوں کی سردار اور تم تمام جنت کی عورتوں کی سردار اور اس امت کی عورتوں کی سردار ہو۔" (اخرجہ الحاکم، ارجح المطالب)

سیدہ نساء العالمین انہیں حضرت خدیجۃ الکبریٰ ع و رسول الثقلین ص کی اکلوتی نورِ نظر اور لختِ جگر تھیں جو مجموعہ تھیں تمام خصائل و کردار و اعمالِ صالحہ میں اپنے مقدس والدین کی، ان کی تربیت و پرورش انہیں برگزیدہ نفوس کے آغوشِ شفقت میں ہوئی۔

ابتدائے شعور سے تا دمِ رحلت سیدۂ کونین کا لائحہ عمل عبادتِ خدا، غربا و مساکین کی خدمت، اطاعتِ والدین و شوہر، اولاد کی پرورش و تربیت ہی رہا۔ صورت میں

سیرت میں، رفتار میں، گفتار میں، اعمال میں، کردار میں اشبہ ترین رسول ص اگر کوئی ذات تھی تو وہ سیدہ ع ہی کی ذات تھی۔ اگر مصلحتِ خداوندی نے اس مخدرہ کو کاشانۂ رسالت میں نہ پیدا کیا ہوتا تو تبلیغِ شریعت صنفِ نسواں میں ناتمام سی رہتی۔ کہنا پڑتا ہے کہ مخدومۂ عالم رسالتِ محمدی کا جزوِ لاتیجزیٰ تھیں، اور شریکِ کارِ رسالت؛ اور جو جو کمالات ذاتِ سیدہ ع میں مجتمع تھے وہ پرتو اور آئینہ تھے کمالاتِ محمدی کے۔

ان تمام صفاتِ عالیہ کے بیان کی گنجائش مقالہ ہذا میں نہیں ہے، نہ حقیر البیان قصیر العلم ان کے بیان پر قدرت رکھتا ہے انشاءاللہ آپ بلند پایہ مضامین اس خاص نمبر میں جس میں حیاتِ سیدۂ عالم کے حالات درج ہوں گے ملاحظہ فرمائیں گے۔

سیدۂ عالم ان خمسۂ نجبا میں ہیں جو باعث تھے تخلیق عالم و آدم کے اور وسیلہ و واسطہ تھے قبولیتِ توبۂ آدم کے۔ جن کا نور ساقِ عرش پر خلقتِ آدم سے پیشتر ضوفگن تھا۔

۱- علامہ ابوالفتح محمد بن علی بن ابراہیم النطنزی خصائص العلویہ میں رقم طراز ہیں:-

"مجاہد ابن عباس سے منقول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور انکے قالب میں اپنی روح کو ڈالا تو حضرت آدم نے چھینک لیکر الہامِ ربانی سے کہا۔ الحمدُ للہِ ربِّ العالمین۔ خدا نے یرحمک اللہ کا جواب دیا۔ پھر جب فرشتوں نے حضرت

RekhtaDownload.com
www.khwajalateefansari.com

آدمؑ کو سجدہ کیا تو حضرت آدمؑ نے بوجہ عجب خدا سے عرض کیا کہ کیا کوئی مخلوق تو نے مجھ سے زیادہ محبوب پیدا کی ہے؟ کوئی جواب نہ ملا، پھر دوبارہ عرض کیا، تب بھی جواب نہ ملا۔ اسی طرح تیسری دفعہ پوچھا اور جواب نہ پایا۔ چوتھی دفعہ کے استفسار پر ارشاد ہوا ہاں اگر ہم ان کو نہ پیدا کرتے تو تجھے بھی نہ پیدا کرتے۔ آدم نے عرض کیا "اے پروردگار وہ اشخاص مجھے دکھا۔ خدائے تعالیٰ نے عرش کے پردہ دار فرشتوں کو پردہ اٹھانے کا حکم دیا۔ جب انھوں نے پردہ اٹھایا تو عرش کے سامنے پانچ صورتیں نظر پڑیں آدمؑ نے پوچھا اے پروردگار یہ کون بزرگ ہیں باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ یہ میرا نبیؐ ہے یہ امیرالمومنین علیؑ ہے، یہ میرے نبیؐ کی بیٹی فاطمہؑ ہے اور یہ حسنؑ و حسینؑ علیؑ کے دونوں بیٹے ہیں اور یہی سب سے پہلے پیدا ہوئے۔ آدمؑ کو ان کے دیکھنے سے خوشی ہوئی۔ پس جب آدمؑ سے لغزش سرزد ہوئی تو آدمؑ نے کہا "اے پروردگار میں ان پنج تن پاک کو وسیلہ گردان کر عرض کرتا ہوں کہ تو میری خطا سے درگذر فرما۔ پس خدا نے آدمؑ کو بخش دیا۔" (ارجح المطالب صفحہ ۳۲۱)

۲۔ علامہ سیوطی تفسیر درمنثور جلد ا ص ۶۰ پر آیۂ مبارکہ فتلقی آدم من ربہ کلمات کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں:

"حضرت ابن عباس نے آنحضرت صلعم سے پوچھا وہ کون کلمے تھے جن کو آدمؑ نے اپنے رب سے سیکھا جس کی وجہ سے خدا نے ان کی توبہ قبول کر لی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ حضرت آدمؑ نے یوں دعا کی تھی۔ "اے اللہ تجھ کو محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کا واسطہ دیتا ہوں کہ میری توبہ قبول کر لے" تو ان کی توبہ قبول کر لی۔"

اللہ اکبر! کتنی ارفع شان و منزلت ہے خمسۂ نجباء کی! یہ امر حقیقت ہے کہ ہمراہ رسولؐ ان ذواتِ اربعہ کا وجود بھی ازلی ہے ابدی ہے، سرمدی ہے اور ان نفوسِ قدسی کو ذاتِ رسولؐ سے علیحدہ کیا جا سکتا ہے نہ علیحدہ ہو سکتے ہیں۔

اب ان احادیثِ مبارکہ کو پیش نظر رکھ کر ان ذواتِ اربعہ کی عظمت و جلالت کا تجزیہ کیجیے کہ سورۂ دہر ہو یا آیۂ تطہیر آیۂ مودت ہو یا آیۂ صلوٰۃ، آیۂ مباہلہ ہو یا آیۂ اعتصام سب کا مرجع یہی ذواتِ مقدسہ ہیں اور اس دائرۂ قدس کے اندر غیر کا گزر نہیں ہے اور حدیثِ کساء میں تو مرکزِ تعارف سیدۂ کونینؑ ہی کی ذاتِ گرامی ہے اور تمام فضائل سمٹ کر اسی ایک نقطے پر آ گئے ہیں (الفاظِ حدیث یہ ہیں:۔ ھم فاطمۃ وابوھا وبعلھا وبنوھا فاطمہؑ و پدرِ او و شوہرِ او و فرزندانِ او)

یہی ذواتِ اربعہ آل بھی ہیں، عترت بھی اور اہلبیت بھی ان کی نشوونما، ان کی تربیت، ان کے کردار کی تعمیر و تکمیل رسولؐ کی مقدس آغوشِ شفقت میں ہوئی اور یہ پاک و پاکیزہ ہستیاں آئینۂ تجلیٔ جمال و کمالِ رسالت کی، انکا دامن

www.khwajalateefansari.com
KolkataDownload.com

ہر جس دخطا سے پاک ومنزّہ تھا مثل داماد رسولؐ کے ان کے فضائل وہبی ہیں ظنّی نہیں ہیں۔ یختص برحمتہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔ اور خدا جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے لیے خاص کر لیتا ہے، اور اللہ بڑا فضل والا ہے۔

اب اربابِ فکر و نظر ان نفوس کے مراتب و مدارج پر چشم بصیرت سے غور کریں اور ان ہستیوں کے اعمال و کردار کی سطح پر ازواج و اصحاب کے اعمال و کردار کو جانچیں نہ کہ اپنے اعمال و کردار کی پست سطح پر۔ ان کا تقابل دنیا پرست عناصر سے ہو ہی نہیں سکتا۔ جن کا نظریۂ فضیلت حسن ظاہر اور دنیاوی اقتدار کی بھول بھلیوں میں پھنس کر رہ گیا تھا۔

رسول کریمؐ کے بیشتر اصحاب کا مقصد اسلام و مقصدِ حیات حصولِ اقتدار و دولت تھا جو رسالت کو جہاں بانی و جہاں گیری سے زیادہ نہ جانتے تھے۔ اور اپنی سطح پر ایک معمولی انسان جانتے تھے (جیسے آجکل ان کے متبعین رسول اللہؐ کو اپنے بڑے بھائی سے زیادہ نہیں سمجھتے) ان کو آل رسولؐ کی حقیقی معرفت کب ہو سکتی تھی۔ چنانچہ جب سیدۂ طاہرہؑ حدِ بلوغ کو پہنچیں تو بعضوں کو رسولؐ کی دامادی کا شرف حاصل کرنے کا سودائے خام پیدا ہوا۔ اور ایک بزرگ صحابی جو رسول اللہ سے بھی سن وسال میں دو سال بڑے تھے خدمتِ نبوی میں پہنچے اور بکمال ادب گویا ہوئے۔

حضور میں ایسا اور میں ویسا، میری خدماتِ اسلام ایسی اور ویسی۔

آنحضرتؐ نے فرمایا، پھر مطلب کہیے:

عرض کیا۔ یعنی یہی کہ اس ناچیز کو اپنی فرزندی میں قبول فرمائیں۔

اس سوال نے حاملِ خلقِ عظیم کے حلم کو بھی متاثر کر دیا رسولِ کریمؐ کے تیوری پر بل آ گئے۔ چہرۂ مبارک سرخ ہو گیا اور ان کی جانب سے منہ پھرا لیا۔

کجا نبوت کی آغوشِ عصمت و طہارت کی پروردہ معصومہ طاہرہ، نور کی شہزادی، کجا کفر و عصیاں کی آلائشوں میں نشو و نما پانے والی خطا کار ہستیاں؛ جن کا قریش و نجیب ہونا بھی غیر محقق۔ وحصولِ فضل و شرف کی ہوس نے قوتِ ممیزہ کو اس درجہ معطل کر دیا تھا کہ اپنے اور معصومہ کونین کے مدارج اور سن و سال میں امتیاز نہ کر سکے۔ لڑکی دینا اور رشتے سے لڑکی لینا اور رشتے۔

علیؑ کو ہم محمدؐ پر فضیلت دے نہیں سکتے
مگر اپنے سے اچھا دیکھ کر داماد کرتے ہیں

فاطمہؑ کا کفو تو وہی طیّب و طاہر ہو سکتا تھا جس نے مثل فاطمہؑ نبوت کی مقدس آغوش میں آنکھ کھولی ہو۔ پرورش و تربیت پائی ہو۔ بطنِ مادر میں بھی غیر خدا کے سامنے کبھی سر نہ جھکایا ہو۔ نزدِ خدا مکرم ہو تو نزدِ رسول مقرب، اگر فاطمہؑ جگر کا ٹکڑا ہوں تو وہ نور کا۔

جنابِ امیرؑ نے بھی خواستگاری کی جرأت کی، در دندانِ رسالت کھل کر روشن ہو گئے چہرۂ منور فرطِ مسرت سے دمک اٹھا لعل لبِ اطہر یوں گہر افشاں ہوئے۔ اگر علیؑ نہ ہوتے تو پھر فاطمہؑ کا کفو روئے زمین پر کوئی نہ تھا۔

جناب سیدہؑ کے پاس گئے۔ فرمایا! پارۂ جگر تیرا عقد اس پاکیزہ گہر کے ساتھ کر رہا ہوں جو خدا کی مخلوق میں تیرے باپ کے بعد سب سے بہتر و برتر ہے۔

ادھر رحمتِ باری کو بھی جوش آیا۔ امینِ وحی فرزدہ

روح پرور سے کر پہنچے۔

"اے حبیبؐ! ہم نے علیؑ و فاطمہؑ کا عقد عرشِ اعلیٰ پر پڑھا جس کے چالیس ہزار فرشتے گواہ ہوئے۔ سکانِ جنان نے جشنِ مسرت منایا۔ طوبیٰ نے جھوم جھوم کر دُرّ و یاقوت تصدق کیے۔"

(ارجح المطالب)

سبحان اللہ! یہ منزلت ہے پیشِ پروردگار ان مقدس زوجین کی! علیؑ نور تو تھے ہی نورٌ علیٰ نور ہو گئے۔

جب جناب امیرؑ کی درخواست شرفِ قبولیت کو پہنچی ہوگی اس وقت کیا عالم ہوا ہوگا۔ ہاں! عرب کی جبلت نے بغض و عنادِ بنی ہاشم کی ایک گرہ ان کے قلوب میں اور بڑھا دی ہو گی۔

بنی ہاشم کا وہ کینۂ دیرینہ جس کو مدتوں سے طفلِ شیر خوار کی طرح ناز و نعم سے پال رہے تھے آج حکومت کی ہوا پا کر شباب پر آیا ہے۔ آج رسولؐ کا انتقام علیؑ و فاطمہؑ سے چکانے کا دن ہے۔ علیؑ کے گلے میں رلیسمانِ ظلم ہے۔ فاطمہؑ فریادی ہیں۔ اے بابا! اے رسولؐ! اپنے اصحاب کے مظالم دیکھیے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

مظلومہ کی یکس و حرماں میں ڈوبی ہوئی آواز آج بھی فضائے کائنات میں گونج رہی ہے ؎

صُبّت علینا مصائبٌ لو انّھا
صبّت علی الایّام صرن لیالیاً

"تفسیرِ قرآن" بقیہ صـ ۱۰

اس ذیل میں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ قرآن میں اس کا ذکر کہیں نہیں ہے کہ یہود کو حکومت کبھی نصیب نہیں ہو سکتی۔ اس میں ذلت اور محتاجی کا ذکر ہے اور واقعہ یہ ہے کہ ایک سود خوار قوم کتنی ہی دولت مند یا با مُروّت ہمسایہ کسی حکومت کی بھی مالک ہو جائے، پھر بھی وہ دنارت نفس اور محتاجی کے احساس سے بلند نہیں ہو سکتی۔

اس ذلت و مسکنت اور غضب میں گرفتاری کا سبب یہ بتایا گیا ہے کہ وہ آیاتِ الٰہیہ کا انکار کرتے رہے اور انبیاء کو ناحق قتل کرتے تھے۔ ظاہر ہے کہ انبیاءؑ کا قتل ناحق تو ہو ہی گا مگر یہاں مطلب یہ ہے کہ خود ان کی نظر میں بھی وہ انبیاء قتل کے مستحق نہ تھے [1]

[1] فائدۃ التقئید مع ان قتل الانبیاء یستحیل ان یکون بحق الایذان بان ذلک عندھم ایضا لغیر الحق (ابوالمسعود)

مجلس امام حسین علیہ السلام

مورخہ ۲۲ و ۲۳ اکتوبر ۱۹۶۶ء بروز ہفتہ و اتوار امام باڑہ چک نمبر 44/R-4 براستہ یوسف والا ضلع منٹگمری میں ہو رہی ہے جس میں علاوہ دیگر ذاکرین کے مولانا سید اظہار حسین صاحب مشہدی مبلغ امامیہ مشن پاکستان ٹرسٹ اپنے خیالات سے مستفید فرمائیں گے۔ مورخہ ۲۲ اکتوبر بروز ہفتہ آٹھ بجے شب پہلی مجلس اور ۲۳ اکتوبر بروز اتوار صبح ۹ بجے دوسری مجلس ہو گی

(ولی محمد نمبردار چک 44/R-4 ضلع منٹگمری)

ادیبِ اعظم سید ظفر حسن صاحب قبلہ امروہوی، کراچی

پردہ

(۲)

اب اس سوال کا جواب بھی ہم کو دینا ضروری ہے کہ اس قسم کے خطرات کیا ایسی عورتوں سے متعلق نہیں ہو سکتے جو گھر کی چار دیواری میں محدود و مقید رہتی ہیں اور باہر نکلتی ہیں تو پوری طرح بدن ڈھانک چھپا کر۔ ایک دو نہیں صدہا ناگفتنی واقعات ظہور میں آ چکے اور آتے رہتے ہیں۔ پھر اس احتیاط کا فائدہ؟ جبکہ دل میں کھوٹ ہے وہ گھر میں بیٹھ کر بھی سب کچھ کر سکتی ہے اور جس کی نیت میں پاپ نہیں وہ سنیما ہال میں ہو یا کلب میں، بازاروں میں سودا خریدے یا پارٹیوں میں مردوں سے ہاتھ ملائے ہر حالت میں اپنی عفت کی محافظ ہے۔ بیشک یہ خیال صحیح ہے، ایسا بھی ہوتا ہے نہ ہر تن زن است نہ ہر مرد مرد۔ مگر احتیاط اپنا مقام پھر بھی نہیں چھوڑتی۔ کون نہیں جانتا کہ چوری ان مکانوں میں بھی ہوتی ہے جو چاروں طرف سے محدود ہوتے ہیں۔ لکڑی کے بجائے آہنی پھاٹک لگے ہوتے ہیں۔ مسلح چوکیدار رات بھر پہرہ دیتے ہیں اور ان مکانوں میں بھی جن میں نہ دروازہ ہوتا ہے نہ احاطہ۔ چور کے لیے دونوں برابر ہیں۔ کہیں آسانی سے داخلہ ہو جاتا ہے کہیں ڈرتے ڈرتے۔ تو کیا عقلِ سلیم کا فیصلہ یہی ہوگا کہ مکان میں دروازہ نہ لگایا جائے۔ پہرہ نہ بٹھایا جائے۔ چوری کا امکان دونوں جگہ ضرور ہے لیکن ایک جگہ کم، دوسری جگہ زیادہ۔ ایک گھر میں بآسانی دوسرے میں بدقت۔ ایک میں آئے دن دوسرے میں کبھی کبھار۔ مثل مشہور ہے کہ کھلے منہ میں تو مکھی بھی آتی ہے۔ جہاں روک ٹوک نہیں ہوتی وہاں خطرات یقیناً قوی ہوتے ہیں۔ گھر کو محفوظ ہر طرف سے اس لیے کیا جاتا ہے کہ چوری نہ ہو، لیکن امکان ہر طرف نہ ہونے کا یہ منشا نہیں کہ غیر محفوظ حالت میں چھوڑ دیا جائے۔

یہ ممکن ہے کہ خاص خاص صورتوں میں یہ خطرات ایک بڑی حد تک کم ہو جاتے ہیں مثلاً امرا کا اقبال، حکامِ وقت کا رعب داب، صاحبانِ اقتدار کی ہیبت۔ بدنگاہوں میں اتنی جرأت پیدا نہیں کرتی کہ وہ ان کے ناموس کے کھلے چہروں پر رقص کر سکیں لیکن موت ہے ان غریب عورتوں کے لیے جو معمولی حیثیت سے زندگی بسر کرنے والی ہیں۔ ان کا چہرہ بے نقاب ہونا ہزار خطروں کا پیش خیمہ ہے۔ شریر طبیعتوں کی زد میں یہی طبقہ زیادہ آتا ہے خواہ بہ رغبت یا بمجبوری۔

یہ سچ ہے کہ اب ترقی یافتہ ممالک میں کہیں پردہ کا رواج نہیں۔ یہاں تک کہ اسلامی ممالک میں بھی مستورات کے چہروں سے نقابیں الٹ چکی ہیں۔ لیکن اس سے یہ تو لازم نہیں آتا کہ بے پردگی کے جو خطرات ہیں وہ ختم ہو گئے ہیں۔ کیا ڈاکٹروں کی کثرت، ادویہ کی بہتات، قسم قسم کے معالجات کی پیداوار نے امراض کی تعداد کم کر دی ہے؟ کیا زندگی کا تناسب کچھ بڑھ گیا ہے؟ کیا موت کا علاج ہاتھ آ گیا ہے؟

کیا بیماریوں کے خطرے اب کم ہو گئے ہیں؟ ان تمام حالات سے باخبر انسان جانتا ہے کہ بیماریاں اب پہلے سے کہیں زیادہ ہیں۔ اور ایسی عجیب و غریب بیماریاں کہ دنیا ان کے تصور سے چیخ اٹھتی ہے۔ وہی یورپ جو نسوانی آزادی کا سب سے پہلا حامی ہے اور جس نے عورتوں کو بے پردہ کرکے اپنے جذبات کا ایک نیا فلم تیار کیا ہے۔ اب اس آزادی سے چیخ اٹھا ہے اور ایسا گھبرایا ہے کہ جو قمریاں پنجروں سے باہر ہو چکی ہیں انھیں دم دلاسا دے کر پھر قفس میں بند کرنا چاہتا ہے۔ جن لوگوں نے یورپ میں رہ کر اس آزادی کے عبرتناک کرشمے، کلبوں، سنیما گھروں، بال روموں، پارکوں وغیرہ میں دیکھے ہیں وہ سمجھ سکتے ہیں کہ نسوانی حیا کس حد تک مدقوق ہو چکی ہے۔ اور عفت و عصمت تختۂ بازار پر کس مول بک رہی ہے۔ مرد اپنے اختیارات اس حد تک کھو بیٹھے ہیں کہ وہ اپنی عورتوں کو کسی وقت بھی کہیں جانے سے نہیں روک سکتے۔ اور ان کی کسی ناجائز خواہش کو دبانے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ چونکہ یورپ کا آفتاب اقبال نصف النہار پر ہے لہٰذا ان کی ہر بُری بات بھی ابنائے روزگار کو اچھی ہی معلوم ہوتی ہے۔ اور ان کی تقلید میں ہر قدم اٹھانا تہذیب و ترقی کی منزل کو طے کرنا ہے۔ یورپ مادی ترقی میں چونکہ تمام چھوٹے چھوٹے ممالک کا پیش رو ہے اور اس کی مصنوعات کے سامنے سب کا دامنِ احتیاج پھیلا ہوا ہے لہٰذا اس کی ہر ادا پر خوش اعتقادی لوٹ پوٹ ہوتی جاتی ہے اور تقلید پرستی یہ سمجھنے پر مجبور ہوتی ہے کہ جب تک ہم ان کی طرح اپنی عورتوں کو بے پردہ نہ کریں گے ترقی کے میدانوں میں دوڑ نہیں لگا سکتے۔ ان کی ترقی کے جو اصلی گُر ہیں اُن تک تو بہت ہی کم نگاہیں پہنچتی ہیں۔ البتہ ایسی چیزوں کو اپنانے کی انتہائی کوشش کی جاتی ہے جن کو اس حیرت انگیز ترقی سے کچھ یوں ہی لیا دیا سا تعلق ہے۔ یہ اچھے ہتھیار میدانِ جنگ میں کام نہیں آ سکتے۔ عورتوں کے باپردہ یا بے پردہ ہونے سے اس کا اتنا ہی تعلق ہے جتنا ایک مکان کو صفائی سے۔ یورپ زن پرست ہے اور اس کو ہونا بھی چاہیے کیونکہ وہ حضرت مریمؑ کا کلمہ گو ہے اور معاذ اللہ اس مقدس پارسا بی بی کو خدا کی بی بی سمجھ کر پوجا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے ہمیشہ عورت کو اپنا پیشوا مانا۔ وہ عورت کے پیچھے چلنا اور اس کے جذبات کو اپنے جذبات پر مقدم رکھنا اپنی پاکیزہ نفسی کا تقاضا جانتا ہے۔ اور یہ چیز اس کے مذہبی فرائض میں داخل ہے۔ چونکہ عورت اس کے نزدیک واجب التعظیم ذات ہے لہٰذا وہ نہیں چاہتا کہ اس احترام کا لطف وہ اکیلا ہی اٹھائے بلکہ تمام سوسائٹی بھی اس کی حسن آفریں اور دل نشیں اداؤں سے لطف اندوز ہو۔ اگرچہ اس کے حق میں اس کا نتیجہ اچھا نہ نکلا مگر اس کی ذہنیت نسوانی کمالات سے مات کھا چکی تھی اس لیے وہ اپنے نظریہ کو بدل نہ سکا۔ اس سلسلے میں اس نے ایک دو نہیں ہزاروں غلطیاں کیں اور سخت سے سخت نقصان اٹھایا مگر عورت کو مغلوب نہ کر سکا۔ جب گزشتہ جنگِ عظیم میں فرانس کا ڈاؤن فال ہوا تو ہندوستان کے "ٹائمز آف انڈیا دیکلی" اخبار نے اپنے ایک اداریہ میں لکھا تھا کہ اس کے تین سبب تھے۔ نو چلڈرن (اولاد نہیں تھی) نو وزڈم (عقل نہیں تھی) نو کرج (ہمت نہ تھی) ان تینوں امور کی وضاحت اس نے یوں کی تھی کہ سالہا سال سے

چونکہ اہلِ فرانس اپنی عورتوں کا برتھ کنٹرول کیے ہوئے تھے لہٰذا میدانِ جنگ میں جوان آدمی آتا کہاں سے - چونکہ عورتوں کی عقل کو وہ اپنی عقلوں سے بہتر سمجھتے ہیں اور جو کچھ کرتے ہیں وہ اپنی ذاتی عقل سے نہیں بلکہ عورتوں کی عقلی روشنی میں، لہٰذا عدمِ استعمال سے ان کی عقلی قوتوں میں ضعف پیدا ہو گیا۔ ہمت اس لیے نہ رہی کہ ان کو نسوانی ادائیں اس درجہ مرغوب ہیں کہ وہ مستورات کے چشم و ابرو کے اشارہ پر رقص کرتے ہیں اسی سلسلے میں اس نے یہ بھی لکھا تھا کہ انھوں نے عورتوں کو اس حد تک آزادی دے دی کہ وہ کئی کئی شوہر رکھنے پر بھی شرمندہ نہ ہوتیں۔ شوہر کی اجازت کے بغیر وہ جہاں چاہتی ہیں چلی جاتی ہیں۔ ان کے کمرے میں آزادانہ ان کے ملنے والے آ جاتے ہیں اور شوہر بغیر اجازت کے اندر نہیں جا سکتا۔ آزادی کی یہ ہولناک منزلیں یکایک طے نہیں ہوتیں - بلکہ درجہ بدرجہ ترقی کرتی آئی ہیں۔ خدا نہ کرے کہ یہ روزِ بد عورتوں کو آزادی دے کر ہمیں بھی دیکھنا پڑے۔

ہم کو ٹھنڈے دل سے اس پر بھی غور کرنا ہے کہ عورتوں کے بے پردہ ہونے سے فائدے ہیں یا نقصان -

۱- کھلی ہوا میں چلنے پھرنے سے عورت کی صحت پر اچھا اثر پڑتا ہے۔ کوئی وجہ نہیں کہ مردوں کی طرح ان کو بھی آزادی سے چلنے پھرنے کی اجازت نہ دی جائے - یہ توجیہہ بظاہر بہت اچھی ہے بشرطیکہ یہ تسلیم کر لیا جائے کہ گھر کے اندر رہ کر عورت کی صحت قائم نہیں رہ سکتی - اگر حفظانِ صحت کے اصول کے مطابق کوئی مکان بنایا جاتا ہے تو دھوپ اور ہوا کا گزر ہونا اس میں لازمی ہے - جو عورتیں گھروں میں مقید رہتی ہیں اور سختی سے پردہ کی پابند ہیں ان کی صحت میں اور بے پردہ عورتوں کی صحت میں کوئی نمایاں فرق نظر نہیں آتا، نہ زندگی کی مدت کچھ بڑھی ہوئی معلوم ہوتی ہے نہ امراض ہی کچھ کم نظر آتے ہیں - جتنے سال ایک پردہ نشین عورت زندہ رہتی ہے اتنی ہی زندگی کی مالک ایک بے پردہ عورت بھی ہے - جو امراض ایک پردہ نشین کو لاحق ہوتے ہیں ان سے ایک بے پردہ عورت بھی محفوظ نہیں - اور اگر بالفرض کوئی جزئی سا فرق ہو بھی تو وہ گمراہی کے خطرات کے مقابل قابلِ اعتبار نہیں - صحت کا دارومدار صاف ہوا، اچھی غذا، خالص پانی اور تفکرات کے کم ہجوم پر ہے - بازاروں میں گھومنے پھرنے پر نہیں تو خدا کی ان نعمتوں سے ایک پردہ نشین عورت بھی محروم نہیں - اگر بالفرض کھلی ہوا میں چلنا پھرنا ضروری ہی مان لیا جائے تو اس ضرورت کو ایک برقعہ پوش عورت بھی پورا کر سکتی ہے - وہ برقعہ میں ہر طرف چل پھر سکتی ہے چہرہ کی نقاب الٹ دینا، برقع اتار پھینکنا صحت کا کوئی خاص نسخہ نہیں - کس قدر عجیب بات ہے کہ عورتوں سے تو اتنی ہمدردی اور غریب مردوں کی طرف سے اتنی لاپرواہی کہ وہ صبح سے شام تک آفس کے کمرے میں بند رہتے ہیں، اور کسی کو ان کی صحت کے زوال کا بھولے سے خیال نہیں آتا۔ دن بھر کرسی پر بیٹھے بیٹھے اور دماغی کام کرتے کرتے جو مصیبت ان پر نازل ہوتی ہے کون نہیں جانتا؟ بہت سوں کو تو دن میں غذا بھی نہیں ملتی، اور جو ملتی ہے وہ بھی قرینہ سے نہیں - نتیجہ میں دیکھ لیجیے کہ ۷۵ فیصدی پائلے مار، تپ دق کا شکار، نزلہ کے بیمار نظر آتے ہیں - بدن پر بوٹی نہیں - طبیعت میں

شگفتگی نہیں۔ ذہنی انتشار، قویٰ مضمحل، کیا یہ مخلوق قابلِ رحم نہیں۔ کاش کوئی مصلحِ قوم، کوئی آزاد خیال انسان کوئی ترقی کا جویا مرد کوئی حفظانِ صحت کا شیدائی دو منٹ اس مسئلہ پر بھی غور کرتا۔ عورتوں کو گھر کے اندر شاید اتنی قید سخت نہیں ہوتی جتنی مردوں کو آفسوں کے اندر ہوتی ہے۔ وہ وقت پر کھا سکتی ہیں۔ کھا کر گھڑی دو گھڑی لوٹ پوٹ سکتی ہیں۔ دوپہر کو آرام سے سو سکتی ہیں۔ اپنا دل بہلا سکتی ہیں، برخلاف بدنصیب مرد کے کہ وہ اپنی راحت کے تمام اوقات دفاتر کے ہاتھ چند ٹکوں میں بیچ چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عورتوں سے پہلے مرد داعئ اجل کو لبیک کہتے نظر آتے ہیں۔ اگر فوتی، پیدائش کے رجسٹروں کی جانچ پڑتال کی جائے تو بیوہ عورتیں بہ نسبت رنڈوے مردوں کے زیادہ نظر آئیں گی۔ اور اگر یہ مان لیا جائے کہ دفاتر میں کام کرنے والے مردوں کی صحت خراب نہیں ہوتی تو پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ گھر کے اندر رہنے والی عورتوں کی تندرستی پر بھی اس پابندی سے کوئی زوال نہیں آتا۔

۲۔ عورت گھر کے اندر رہ کر اپنی ذہنی قوتوں کی تکمیل نہیں کر سکتی اس کا تجربہ محدود رہتا ہے۔ مختلف سوسائیٹیوں کے معاشرہ سے وہ بے خبر رہتی ہے۔ یہ ایک حد تک صحیح ہے لیکن اس کمی کو دیگر ذرائع سے پورا کیا جا سکتا ہے۔ وہ ہر قسم کی کتابیں پڑھ سکتی ہے۔ فرصت کے اوقات میں مردوں سے شہری واقعات سن سکتی ہے، ریڈیو کی خبروں سے اخباروں کے مطالعہ سے اپنی معلومات بڑھا سکتی ہے۔ اور اگر بالفرض تجربہ کا سارا خزانہ گلی کوچوں میں گھومنے پھرنے اور بازاروں میں خرید و فروخت کرنے ہی سے حاصل ہوتا ہے تو حسبِ ضرورت وہ بموقع یہ ایسا بھی کر سکتی ہے۔ بے پردہ پھرنے پر تو تجربہ موقوف نہیں۔ جس زمانہ میں پردہ کا عام رواج تھا کیا تمام عورتیں کودن اور احمق ہی ہوتی تھیں؟ کیا واقعاتِ عالم سے وہ سب بے خبر تھیں؟ کیا لائق فرزندوں کی تربیت ان کی گودوں میں نہیں ہوتی تھی؟ کیا امورِ خانہ داری میں وہ اس زمانہ کی عورتوں سے کچھ پیچھے تھیں؟ اگر انصاف کا دامن ہاتھ میں ہے تو یہ ماننا پڑے گا کہ اس زمانے کی آزاد خیال لاابالی اور سیر و تفریح کی شائق مستورات سے وہ خانہ داری کا انتظام کہیں بہتر کرتی تھیں اور اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت میں اس زمانے والیوں سے زیادہ حصہ لیتی تھیں۔ دنیا کا ہر وقت اپنے رسم و رواج کو اچھا اور قابلِ اطمینان ظاہر کرنے کی کوشش کیا کرتا ہے لیکن عقلی فیصلے ہمیشہ اس کی موافقت میں نہیں جایا کرتے۔ ایسے چند فوائد قابلِ قبول نہیں ہوتے جو بہت سے مضر اثرات کو اپنی طرف کھینچ لاتے ہوں۔ انسانی معاشرہ چاہے کتنا ہی خراب ہو پھر بھی کوئی نہ کوئی پہلو اس کا کسی نہ کسی لحاظ سے مفید ہوتا ہی ہے۔ لیکن چونکہ نقصان زیادہ ہوتا ہے اس لیے ذی عقل انسان بھولے سے بھی اس کو پسند نہیں کرتا۔ سینما میں جانے والی مستورات کو ممکن ہے کچھ تاریخی، معاشرتی، اقتصادی اور تمدنی تجربے حاصل ہو جاتے ہوں۔ لیکن جذبات میں جو ناجائز طوفان اٹھتے ہیں، شباب میں جو ترنگیں پیدا ہوتی ہیں خیالات میں جو عظیم الشان انقلاب آتا ہے اور جس کی روک تھام بسا اوقات حدِ امکان سے باہر ہو جاتی ہے اس کے مقابل وہ تجربے ہیچ ہو جاتے ہیں سینما میں جو فلم دکھلائے

www.khwajalateefansari.com
RekhtaDownload.com

جاتے ہیں وہ واقعات کی اصلی تصویریں نہیں ہوتیں ، بلکہ ڈراما نویس کے تخیلات کا کارنامہ ہوتا ہے۔ بہت کم فلم ایسے ہوں گے جن میں حسن و عشق کی داستان کا کوئی حصہ نہ ہو۔ یا جذبات میں طوفان اٹھانے والے نغمات سے خالی ہو۔ ایسی صورت میں جو تھوڑی سی معلومات حاصل ہوتی ہیں ان کو جذبات کا سیلاب بہا کر لے جاتا ہے۔ اگرچہ یہ اثرات مرد و عورت دونوں پر پڑتے ہیں مگر یہ شوریدہ سری مردوں سے زیادہ عورتوں کے لیے معیوب ، اور باعث رسوائی بن جاتی ہے۔ ایسے چوٹ کھائے دلوں کو بے پردگی حصولِ مقصد کا بہترین ذریعہ بن جاتی ہے۔

۳۔ بے پردہ عورتوں پر مردوں کی اتنی للچائی ہوئی نظریں نہیں پڑتیں جتنی پردہ نشین عورتوں پر لیکن اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ پردہ نشین کسی آوارہ مزاج مرد کے جذبات کو اتنا نہیں ابھار سکتی جتنا بے پردہ خاتون ، کیونکہ پس پردہ حسن اور بے پردہ حسن کی کشش میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

۴۔ جب تک عورتیں پردہ میں ہیں کوئی ملک اپنے تمدن و معاشرت میں ترقی نہیں کر سکتا۔ اس کے متعلق ہم کو یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ ترقی کے وہ کیا خاص شعبے ہیں جو عورتوں کی بے پردگی پر منحصر ہیں۔ اگر میدانِ ترقی میں اب مرد کے قدم سست پڑ گئے ہیں اور اپنی زندگی کو کامیاب بنانے میں عورتوں سے مدد کا طالب ہے۔ تو آخر ان کے کیا کیا فرائض قرار دیتا ہے۔ پہلے اس سلسلے میں ترقی کے ان شعبوں کو معین کرنا ہوگا جن کو صرف عورتیں ہی انجام دے سکتی ہیں ، اور وہ بھی بے پردہ ہو کر۔ اگر علمی ترقی مراد ہے تو اس کا بے پردگی سے کوئی تعلق نہیں۔ گھر میں بھی بہت کچھ ترقی ہو سکتی ہے۔ اور اگر یہ ممکن ہی نہ ہو تو زنانے اسکولوں اور کالجوں میں ہو سکتی ہے۔ جہاں پردہ کی پوری پابندی ہو اگر صنعتی اداروں میں عورتوں کا جانا ضروری ہے تو کیا اب یہ خدمت مردوں سے انجام نہیں پا سکتی کیا ضعیف البنیان عورتیں مردوں سے زیادہ کام کر سکتی ہیں ؛ کیا اب خانہ داری کے فرائض سے ان کو قطعاً سبکدوش کر دیا جائے ؛ دن بھر کسی مل یا فیکٹری یا کسی دفتر میں کام کرنے والی خاتون اس قابل رہ سکتی ہے کہ وہ اپنے گھر کی ضروریات کو پورا کرے۔ اپنے بچوں کی نگرانِ حال ہو ان کی ضرورتوں کو پورا کرے۔ کیا نوکر چاکر ، اصیلیں مامائیں صحیح معنی میں ان ضرورتوں کو پورا کر سکتے ہیں ؛ کام تو دنیا میں کسی نہ کسی طریقے سے ہو ہی جاتا ہے دیکھنا یہ ہے کہ خوش اسلوبی سے ہوا یا برے طریقے سے۔ ماں جس شفقت سے اپنی اولاد کی ضرورتوں کو پورا کر سکتی ہے وہ نوکروں سے ممکن نہیں۔ اگر تمام شعبوں پر روشنی ڈالی جائے تو مضمون بہت طویل ہو جائے گا۔ اس سلسلے میں صرف اتنا ہی کہنا ہے کہ وہ کیا خاص امور ہیں جو عورت بے پردہ ہو کر انجام نہ دے تو ترقی کی راہیں مسدود ہو جاتی ہیں۔ جب تک دنیا میں پردہ کا سختی سے رواج تھا وہ ترقی کا کونسا شعبہ تھا جس میں ابنائے روزگار نے بغیر عورتوں کو بے پردہ بنائے ناقص چھوڑ دیا تھا۔ تاریخ بتاتی ہے کہ مسلمانوں نے جو ترقی اس دور میں حاصل کی تھی وہ ان ہی پر ختم ہو گئی۔

(باقی آئندہ)

علامہ نجم آفندی مدظلہٗ

سلام

علامہ نجم آفندی صاحب مدظلہٗ نے باوجود اپنی نقاہت کے زیرِ نظر "سلام" سے "پیامِ عمل" کو سرفراز فرمایا ہے جسے نذرِ قارئین کیا جاتا ہے۔ (مدیر)

کربلا کی راہ میں رہبر نگاہِ عشق ہے
ساری دنیا آج میری گردِ راہِ عشق ہے

اے مسافر دور سے کر سجدۂ حق الیقیں
سر کے بل بھی حد سے بڑھ جانا گناہِ عشق ہے

عشق کا سجدہ ہوا ایسا نہ پھر بعدِ حسینؑ
کربلا اس روز سے خود جلوہ گاہِ عشق ہے

عہدِ خیمی مرتبت میں جا کے یہ عُقدہ کھُلا
حُسن بھی روزِ ازل سے رُو براہِ عشق ہے

گم نہیں کرتے کبھی رستہ مرے قول و عمل
میرا ہر اک لفظ ہر جُنبش براہِ عشق ہے

تاجدارِ کربلائے عشق ہیں سبطِ نبیؐ
اشک و آہ و مجلس و ماتم سپاہِ عشق ہے

کس قدر خاموش جذبہ ہے پتہ چلتا نہیں
اس بھری دنیا میں کس سے رسم و راہِ عشق ہے

تاج کے محتاج ہیں جو ان سے کہدے ہم نفس
میرے سر "قالو بلیٰ" والی کلاہِ عشق ہے

ہوشیار اے راہرو ٹھوکر نہ کھا جانا کہیں
ہر قدم پر عشق کے اک سنگِ راہِ عشق ہے

کیا اثر ہے مستقل قربانیٔ شبیرؑ کا
آج تک دنیا کو احساسِ گراہِ عشق ہے

تو حجابِ منزلِ قوسین تک سمجھا ہے کیا
بے خبر اس سے بھی بڑھ کر دستگاہِ عشق ہے

بزمِ شاہی سے گزر بابِ یداللّٰہی تک آ
جس کے قدموں کا تصدّق عزّ و جاہِ عشق ہے

میں کہاں عشق لقائے سبطِ پیغمبرؐ کہاں
اللہ اللہ کس بلندی پر نگاہِ عشق ہے

سو رہا ہے کربلا میں قافلہ سالارِ عشق
اس کے مقتل کی زمیں اب خوابگاہِ عشق ہے

میں غمِ شبیرؑ میں محفوظ ہر اک غم سے ہوں
ہر مصیبت میں مجھے حاصل پناہِ عشق ہے

یہ حسینؑ ابنِ علیؑ سے فخرِ نسبت ہے مجھے
میں فقیرِ عشق ہوں وہ بادشاہِ عشق ہے

نجم تیرہ سو برس سے آج تک قبرِ حسینؑ
معبدِ اہلِ وفا ہے سجدہ گاہِ عشق ہے

علی فطرت

العزۃ للہ کی تصویر ہے زہراؑ

زہراؑ کا کہیں نام جو سنتی ہے طہارت
آجاتی ہے تطہیر کے چہرہ پہ بشارت

یہ آیۂ حق چادرِ تطہیر کی وحدت
پھیلے تو بنے گیارہ اماموں کی امامت

وابستہ ہیں سب اس سے نبیؐ ہوں کہ ائمہؑ
تطہیر کی منزل میں ہے زہراؑ کی امامت

خالق کی طرح ایک ہے مخلوق میں زہراؑ
دیکھے جو کوئی غور سے تاریخ جلالت

کیا شان ہے اس مرکزِ عصمت کی نہ پوچھو
اک سمت امامت ہے تو اک سمت نبوت

زہراؑ بھی جو ہیں آیۂ تطہیر میں شامل
مس کرنے میں قرآں کے ہوئی شرطِ طہارت

قطعہ

رہتی جو کوئی اور بھی اولادِ پیمبرؐ
بٹ جاتی شہنشاہِ رسالت کی فضیلت

تقسیم گوارا نہ ہوئی غیرتِ حق کو
زہراؑ کو ملی پوری محمدؐ کی وراثت

اسلام کے قانون میں جب پڑ گئے رخنے
اسوہ سے اسی کے ہوئی تدوینِ شریعت

وہ شانِ سیادت ہے وہ معیارِ نسب ہے
قربان ہو زہراؑ پہ رسولوں کی شرافت

آباد خدا رکھے دل و جانِ محمدؐ
اسلام کی امید ہے ایمان کی حسرت

العزۃ للہ کی تصویر ہے زہراؑ
تعظیم کرے کیوں نہ شہنشاہِ رسالت

سلمان بنا دے علی فطرت کو بھی یارب
وہ درد عطا کر اسے زہراؑ کی بدولت

www.khwajalateefansari.com RekhtaDownload.com

فیض محمد گوہر جعفری

حسین ع تیری ضرورت ہے پھر زمانے کو

نفاق و فسق و فجور و جفا کا پھر ہے ظہور
لباسِ دیں میں ہے ملبوس ظلم و جہل و فتور
شعور و دانش و ادراکِ حق ہوئے کافور
خطر ہے دینِ محمدؐ کے آشیانے کو
حسینؑ تیری ضرورت ہے پھر زمانے کو

دراصل جس کو مسلماں سمجھتا ہے تہذیب
وہی ہے دینِ مشیّت کو باعثِ تخریب
کمینگی ہے شرافت کو کر رہی تادیب
اٹھا ہے کفر حقائق کے پھر مٹانے کو
حسینؑ تیری ضرورت ہے پھر زمانے کو

یزیدیت کی مہم ہر طرف ہے پھر جاری
چھپی ہے دیں کے لبادے میں مکر و عیاری
زمانہ پھر ہے شریعت کے نام سے عاری
ہے کفر اٹھا تری غیرت کو آزمانے کو
حسینؑ تیری ضرورت ہے پھر زمانے کو

بنا کے جس کو سجھا دی تھی آگہی تو نے
بتا کے جس کو بھلا دی تھی ہر خوشی تو نے
بچا کے جس کو لٹا دی تھی زندگی تو نے
اسی اصول پہ ہے آج آنچ آنے کو
حسینؑ تیری ضرورت ہے پھر زمانے کو

جنھیں ثبات و تحکّم دیا تھا تو نے کریم
ترے ارادوں نے بخشا تھا جن کو عزمِ صمیم
جنھیں کہ چل کے پہنچنا تھا سوئے خلدِ نعیم
قدم ہیں جادۂ حق سے وہ ڈگمگانے کو
حسینؑ تیری ضرورت ہے پھر زمانے کو

ہے آج گرمیٔ محفل بفیضِ چنگ و رباب
خراب خستہ و برباد مسجد و محراب
کیے گئے ہیں فراموش شرع کے آداب
مدد کہ کشتیٔ ملّت ہے ڈوب جانے کو
حسینؑ تیری ضرورت ہے پھر زمانے کو

پھر آج ذوقِ عمل ہو گیا زوال پذیر
ہوئی ہے ذہنوں سے پھر محو دین کی توقیر
ہے تیرا ذکر ہوا آج قابلِ تعزیر
تلا ہوا ہے زمانہ تجھے مٹانے کو
حسینؑ تیری ضرورت ہے پھر زمانے کو

ہر ایک حکمِ الٰہی سے سرگراں ہیں لوگ
تہی شعورِ مشیّت سے بےگماں ہیں لوگ
غرض کہ کفر و ضلالت کی داستاں ہیں لوگ
فروغ آج ہے باطل کے ہر فسانے کو
حسینؑ تری ضرورت ہے پھر زمانے کو

آل پاکستان مطالبات کنونشن ملتان

مورخہ :- ۲۷ راگست ۱۹۶۶ء

مقام :- حسن کوشک ابدالی روڈ

پہلی نشست

وقت :- دس بجے صبح بروز ہفتہ

زیرِ صدارت :- قائدِ ملت علامہ سید محمد صاحب دہلوی مدظلہ العالی

تائید تحریک صدارت کے سلسلے میں مولانا مرزا یوسف حسین صاحب میانوالی، سید نوبہار شاہ صاحب ملتان، سید علی حسن صاحب رضوی ڈھاکہ، سید ابرار حسین صاحب ایڈووکیٹ نواب شاہ، نواب نصر اللہ خاں صاحب قرم ایجنسی، سید مشتاق حسین صاحب نقوی ملتان، سید ابرار حسین صاحب ایڈووکیٹ کراچی، سید تصدق حسین صاحب گردیزی ملتان اور سید عبد الجلیل شاہ صاحب گردیزی صدر استقبالیہ نے پرجوش تقاریر کیں اور قائدِ ملت کی صدارت پر کامل یقین و اعتماد کا اظہار فرمایا۔

تلاوت کلامِ پاک :- قاری محمود الحسن صاحب پرنسپل امامیہ قرأت کالج لاہور

نظم :- جناب تحسن فتحپوری نے نظم میں مطالبات پیش کرکے خوب داد پائی۔ آپ کے دو شعر درج ذیل ہیں :-

اے جانباز نوجوانو! یہ کام ہے تمہارا } "قائدِ ملت کی
لیکن عصائے پیری دیتا ہے سہارا } طرف اشارہ تھا"

اے آتی ہے کربلا سے آواز یہ برابر
ذلت کی زندگی سے عزت کی موت بہتر

خطبۂ استقبالیہ :- سید عبد الجلیل شاہ صاحب گردیزی

خطبۂ صدارت :- قائدِ ملت علامہ سید محمد صاحب دہلوی

دستور :- عبد العزیز صاحب ایڈووکیٹ نے پاکستان مطالبات کمیٹی کا دستور پیش کیا۔ اس پر اعتراضات ہوئے چنانچہ سید فقیر حسین صاحب بخاری ایڈووکیٹ لائلپور نے فرمایا کہ اس تنظیم کا نام مطالبات کمیٹی کی بجائے کوئی اور ہونا چاہیے اور اسے قومی اتحاد کے لیے مستقل تشکل دینی چاہیے۔ اس کے جواب میں مشتاق حسین صاحب نقوی نے فرمایا کہ تجویز معقول ہے۔ قائدِ ملت مولانا سید محمد صاحب دہلوی سے چند ماہ بیشتر گفتگو ہو چکی ہے لیکن آپ نے فرمایا ہے کہ میری سرگرمیاں صرف اس حد تک جاری رہیں گی جس کی قوم نے راولپنڈی کنونشن میں اجازت دی تھی۔

مولانا مرزا یوسف حسین صاحب نے فرمایا کہ آئین میں یہ وضاحت نہیں کی گئی کہ ادارہ علمائے شیعانِ پاکستان کا پاکستان مطالبات کمیٹی کے ساتھ کیا تعلق ہوگا؟ وضاحت کی جائے؟

راجہ لہراسپ علی صاحب ایڈووکیٹ جہلم نے فرمایا

کہ آئین قابلِ ترمیم ہے اس لیے علماء اور وکلاء حضرات کی ایک کمیٹی اس پر دوبارہ غور کرے۔

سید علی شاہ صاحب نے آئین سے اتفاق فرمایا۔

مولانا محمد اسمٰعیل صاحب مبلغ اعظم نے مولانا مرزا یوسف حسین صاحب کی مذکورہ بالا تنقید سے اتفاق فرمایا اور وضاحت طلب کی۔

سید علی حسین شاہ صاحب گردیزی سابق وزیر پنجاب نے سید نفیر(?) حسین صاحب ایڈووکیٹ لائلپور کی تجویز سے اتفاق فرماتے ہوئے تنظیم کو ختم نہ کرنے پر زور دیا اور فرمایا کہ مطالبات کی منظوری کے بعد نام کی تبدیلی کی جا سکتی ہے۔

صدرِ جلسہ:- آپ نے فرمایا کہ میں مستقل تنظیم قائم کرنے کا مخالف نہیں ہوں۔ یہ آپ لوگوں کی صوابدید پر ہے۔ چنانچہ انھوں نے فرمایا کہ دس وکلاء اور پانچ علماء مل کر آئین پر نظر ثانی کریں۔ یہ کمیٹی رات کی نشست میں آئین پیش کرے۔ چنانچہ کمیٹی کی تشکیل کے بعد اجلاس کی پہلی نشست کے ختم کرنے کا اعلان کیا گیا۔

دوسری نشست

مورخہ:- ۲۷ اگست سنہ ۶۶ء

وقت:- ۹ ½ بجے شب   بروز:- ہفتہ

زیرِ صدارت:- پرنس عباس مرزا صاحب نبیرہ نواب واجد علی شاہ صاحب لکھنؤ۔

تائیدِ تحریکِ صدارت کے سلسلے میں مولانا مرزا یوسف حسین صاحب، میجر مبارک علی شاہ صاحب جھنگ، مولانا شبیہہ الحسنین صاحب خیرپور اور سید عبد الجلیل شاہ صاحب گردیزی نے تقاریر کیں۔

تلاوتِ کلامِ پاک:- قاری محمد عباس صاحب استرزئی پایاں کوہاٹ۔

نظم: سید ضیاء الحسن صاحب میرپور خاص سندھ

(یہ نظم دیوبندی مکتبِ فکر کے شاعر کی ہے)

اس شعر پر خوب داد ملی ؎

جن ظالموں نے ظلم کیے اہلِ بیتؑ پر
قہرِ خدا سے ان کو بچایا نہ جائے گا

جناب ایم۔ اے درّانی کراچی اور عبدالعزیز صاحب اختر ایڈووکیٹ نے بھی اپنے کلام سے مستفید فرمایا۔

خطبۂ صدارت:- پرنس عباس مرزا صاحب۔
(شائع شدہ تقسیم کیا گیا)

دستورِ اساسی:- بائیس ممبران کی کمیٹی نے غور و خوض کے بعد آئین کو ترتیب دیا۔ چنانچہ اس نشست میں عبدالعز[یز] صاحب اختر نے اس دستور کو پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ سید مشتاق حسین صاحب نقوی نے قوم کو مبارکباد پیش ک[ی] کہ آج قوم کو آئین ملا۔

سید علی صاحب بخاری احمد پور شرقیہ اور مولا[نا] شبیہہ الحسنین صاحب خیرپور اسٹیج سیکرٹری نے آئین ک[ی] تائید میں تقاریر فرمائیں۔ مولانا شبیہہ الحسنین صاحب نے فرمایا کہ تاریخ غداروں کی فہرست سے خالی نہیں لیکن غداروں کا انجام ہمیشہ عبرتناک ہوتا ہے۔ غدار ہمیشہ انھی ک[ے] ہاتھوں زک اٹھاتے ہیں جن کی کاسہ لیسی نے انھیں قوم کا غدار بنایا ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ قوم کا منظم ہونا ہی کافی ہے [illegible] حکومت قائدِ ملت کے قدموں میں جھکے گی۔ جوہر علی صاحب [illegible] گلگت نے فرمایا کہ دستور اساسی میں پاکستان مطالبات کمیٹی

کا صدر تین سال کے لیے منتخب کرکے قائدِ ملت علامہ سید محمد صاحب دہلوی کے خلوص کو اجاگر کرنے کا موقع بہم پہنچایا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ حکومت حالات کے ساتھ ساتھ خارجہ پالیسی تو تبدیل کر لیتی ہے لیکن ہمارے مطالبات کے سلسلے میں کوئی تبدیلی کرنا گوارا نہیں کرتی۔ آپ نے فرمایا کہ اگر حکومت ہماری پُرامن جدوجہد سے مطالبات تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں ہوتی تو پھر ہم علیحدہ صوبے کا مطالبہ کریں گے جہاں ہمارے بچے ہمارے مسلک کے مطابق دینیات پڑھیں گے، اور اپنی خصوصیات کے مطابق مذہبی فرائض ادا کریں گے۔

مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے آئین اور صدر پاکستان مطالبات کمیٹی کی پُرزور تائید فرمائی۔

رات کے ٹھیک ½ ۱۲ بجے دوسری نشست ختم ہوئی۔

تیسری نشست

مورخہ:- ۲۸ اگست ۶۶ء

بروز:- اتوار صبح دس بجے

صدارت:- میجر مبارک علی شاہ صاحب صدر ادارۂ تحفظ حقوقِ شیعہ پاکستان لاہور

تائید تحریکِ صدارت کے سلسلے میں مولانا ضمیر الحسن صاحب نجفی، دیوان سید غلام عباس صاحب، فیض علی صاحب لنگا - نادر علی صاحب رضوی لاہور، راجہ لہراسپ علی صاحب جاآکب جہلم، سید مشتاق حسین صاحب نقوی ملتان، مولانا محمد اسمٰعیل صاحب لائلپور اور سید عبد الجلیل شاہ صاحب گردیزی ملتان نے پُرجوش الفاظ میں خطاب فرمایا۔

تلاوتِ کلامِ پاک:- قاری محمد عباس صاحب استرزئی پاپاں کوہاٹ، آپ کی خوش الحانی سے خوش ہو کر مختلف حضرات نے نذرانے پیش کیے جن میں سے خان غلام شبیر خاں صاحب مدیر المبلغ سرگودھا اور سید فقیر حسین صاحب شیرازی لائلپور خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں لیکن قاری صاحب نے تمام نذرانے مطالبات فنڈ میں دے دیے۔ اور اپنی جیبِ خاص سے بھی مذکورہ فنڈ میں مبلغ پچاس روپے کا عطیہ پیش کرکے قابلِ تقلید مثال پیش کی۔ آپ کے اس قدم کو بنظرِ استحسان دیکھا گیا۔

فتویٰ مفتی محمد شفیع صاحب کراچی۔ سید محمد رضا صاحب کراچی نے مفتی محمد شفیع صاحب کا فتویٰ پڑھ کر سنایا جس میں مفتی صاحب نے شیعہ اور سنی فقہ اور حدیث کی علیحدہ علیحدہ تعلیم کو اتحاد کے منافی قرار نہیں دیا بلکہ آپ نے اپنے فتوے میں مشترکہ نصابِ دینیات کو باعثِ منافرت قرار دیا ہے۔

قراردادیں

۱- مولانا حشمت علی صاحب ممتاز الافاضل سندھ نے قائدِ ملت پر اعتماد ظاہر کرنے کی قرارداد پیش کی اور ان اخبارات کی مذمت کی جو مطالبات کی مخالفت میں شخصی بیانات شائع کر رہے ہیں نیز شخصی بیانات جاری کرنے والوں کو غدار قرار دیا گیا۔

اس قرارداد کے حق میں مولانا غلام قاسم صاحب سرحدی نے تقریر فرمائی اور قرارداد باتفاق رائے منظور کر لی گئی۔

۲- محمد رضا صاحب کراچی نے ایک قرارداد پیش کی جس میں مظفر علی شمسی صاحب کے بیان کو ذاتی قرار دیا

اور اس کی مذمت کی گئی۔ اس قرارداد میں شمسی صاحب کے بیان کی مذمت کرتے ہوئے رضا صاحب نے فرمایا کہ ادارہ تحفظ حقوق شیعہ پاکستان کے صدر میجر سید مبارک شاہ صاحب موجود ہیں اس لیے یہ کنونشن قوم کی نمائندگی کا پورا پورا ثبوت ہے اور شمسی صاحب کے بیان کی کوئی اہمیت نہیں۔

قرارداد کے حق میں مولانا امیر محمد صاحب تونسوی اور سید مشتاق احمد صاحب نقوی ملتان، عبدالعزیز صاحب اختر ایڈووکیٹ رحیم یار خاں نے پرجوش تقاریر کیں اور مظفر علی صاحب شمسی کے بیان کو قومی مفاد کے ساتھ غداری قرار دیا۔ قرارداد متفقہ طور پر منظور کر لی گئی۔

۳۔ حاجی محمد رضا صاحب پارہ چنار کرم ایجنسی نے

آپ نے اپنی قرارداد میں مطالبہ کیا کہ سید ہادی علی شاہ صاحب بخاری اور سید فیاض حسین ہمدانی صاحب کا وقف بورڈ میں ہونا شیعہ قوم کی نمائندگی کا ثبوت نہیں ہے۔ وہ ہمارے نمائندے ہرگز نہیں ہیں۔ ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ شیعہ وقف بورڈ علیحدہ ہو۔ چنانچہ یہ اجلاس حکومت کو قوم کے فیصلے سے مطلع کرتا ہے۔

تائید:۔ مردان علی صاحب پارہ چنار اور رجب علی صاحب نے فرمایا کہ حکومت وقف بورڈ میں ہمارے نمائندے لے کر ہمارے مطالبات کی صداقت کو تسلیم کر چکی ہے۔ چنانچہ اب ہمارے مطالبے کو جزوی طور پر نہیں بلکہ کلی طور پر تسلیم کرنا چاہیے۔

۴۔ راجہ لہراسب علی صاحب جالپ جہلم نے قرارداد پیش کی جس میں مطالبہ کیا کہ حکومت ان عناصر پر کڑی نگرانی رکھے جو قوم شیعہ اور حکومت کے درمیان تصادم کرانا چاہتے ہیں۔

تائید:۔ اس قرارداد کی تائید میں ملک صادق علی صاحب عرفانی، مولانا سید ثمر حسن کراچی نے تقاریر کیں، اور یہ قرارداد منظور کر لی گئی۔

۵۔ سید وزارت حسین صاحب نقوی بھکر نے اپنی قرارداد میں قوم سے مطالبہ کیا کہ ان لوگوں سے بائیکاٹ کیا جائے جو قائد ملت اور مطالبات کی مخالفت کے درپے ہیں۔

تائید:۔ سید اسرار حسین صاحب ایڈووکیٹ کراچی اور مولانا محمد اسماعیل صاحب لائلپور نے تائید فرمائی اور ساتھ ہی یہ ترمیم بھی منظور ہوئی کہ مطالبات کے حامی علماء اور ذاکرین ان علماء اور ذاکرین کے ساتھ تقاریر نہ کریں جو مطالبات کے مخالف ہیں۔

۶۔ ملک صادق علی صاحب عرفانی نے ایک قرارداد پیش کی جس میں مطالبہ کیا گیا کہ اگر حکومت ہمارے قومی اور مذہبی مطالبات چھ ماہ کے اندر اندر منظور نہ کرے تو شیعان پاکستان ہر مناسب قدم اٹھانے کے مجاز ہوں گے۔

تائید:۔ سید مشتاق حسین صاحب نقوی ملتان، مولانا محمد اسماعیل لائلپور اور جوہر علی صاحب گلگت نے پرزور تائید فرمائی۔ لیکن علی حضور صاحب نجفی ایڈووکیٹ لاہور، سید نقیر حسین صاحب بخاری ایڈووکیٹ لائل پور، مولانا عنایت حسین صاحب جلالوی کراچی، مولانا شبیہ الحسنین صاحب خیرپور، سید عبدالجلیل شاہ صاحب گردیزی

ملتان اور سید علی حسین شاہ صاحب گردیزی ملتان نے ملک صادق علی صاحب عرفانی کی قرارداد میں اس ترمیم پر زور دیا کہ چھ ماہ کی بجائے "کم از کم" کے الفاظ رکھے جائیں چنانچہ اس ترمیم کے ساتھ تجویز منظور کر لی گئی۔

آخر میں قائدِ ملت علامہ سید محمد دہلوی صاحب نے فرمایا کہ مدت کا معاملہ میرے اوپر چھوڑ دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ ابھی میری آواز تمام ملک میں نہیں پہنچی۔ میں تین دن تک دورہ کروں گا۔ بعد ازاں حالات کے مطابق حکومت کو مناسب مدت کی مہلت دی جائے گی۔

آپ نے فرمایا کہ ابھی مطالبات کی تنظیم کے لیے روپے کی ضرورت ہے۔ آپ نے ایک لاکھ روپیہ جمع کرنے کے عزم کا اظہار فرمایا۔ چنانچہ آپ نے آغاز اپنی ذات سے کیا اور ایک ہزار روپے اس فنڈ میں دینے کا اعلان کیا۔ آپ کی اس اپیل کا خاطر خواہ اثر ہوا اور سامعین میں سے اکثر حضرات نے مطالبات فنڈ میں بھاری رقوم بطور عطیہ دیں۔

یہ اجلاس تین بجے شام اختتام پذیر ہوا۔

چوتھی نشست

مورخہ :- ۲۸ اگست سنہ ۶۶ء

بوقت :- دس بجے شب   بروز :- اتوار

صدر :- نواب حاجی نصر اللہ خاں صاحب قرم الحنفی

تائیدِ تحریکِ صدارت کے سلسلے میں مرزا یوسف حسین صاحب میانوالی، مولانا نجم الحسن صاحب کراروی، مردان علی صاحب پاراچنار، سردار غلام عباس صاحب جھنگ، پیر سید مبارک علی شاہ صاحب نے مناسب پیرائے اور ولولے سے خطاب فرمایا۔

تلاوتِ کلامِ پاک :- قاری محمد عباس صاحب

نظم :- مرزا ظہور صاحب اور سخن صاحب نے اپنا کلام ارشاد فرمایا :-

تائیدی خطوط :- مولانا سید ابن حسن صاحب جارچوی کراچی، داؤد ناصر صاحب کراچی اور نجیب حسن صاحب نجف اشرف نے بذریعہ خطوط کنونشن کی کامیابی کے لیے دعا کی۔

مختلف کمیٹیوں کی تشکیل

عبد العزیز صاحب اختر ایڈووکیٹ نے پاکستان مطالبات کمیٹی کی مختلف کمیٹیوں کے نمائندوں کے اعلانات کیے۔ مرکزی کونسل دو سو نمائندوں پر مشتمل ہو گی۔ ان میں سے پچاس علماء ہوں گے اور باقی مختلف علاقوں کے نمائندے۔

علاوہ ازیں عزاداری کمیٹی، دینیات کمیٹی اور وقف بورڈ کمیٹی کے ممبران کا تقرر بھی کیا گیا۔ آخری نشست تقریباً گیارہ بجے شب اختتام پذیر ہوئی۔ کنونشن اپنی نوعیت کے اعتبار سے بے حد کامیاب رہی۔ پاکستان کی تاریخ میں پہلا موقع ہے کہ شیعہ قوم کے نمائندے کسی کنونشن میں کراچی سے لے کر گلگت اور مشرقی پاکستان تک کے نمائندے شریک ہوئے ہیں۔ یہ کنونشن ہر علاقے کے شیعوں کی نمائندگی کر رہی تھی۔ افرادِ ملت پُرجوش اور پُرامید نظر آتے تھے۔ ہر شخص ملت کے مفاد کے لیے مناسب قربانی پیش کرنے کے لیے آمادہ تھا اگر ہماری قوم کو اسی قسم کی مخلص قیادت نصیب رہی تو وہ دن دور نہیں جب کہ مطالبات تسلیم ہو کر رہیں گے۔ اور حکومت کو ہمارے قائد کے سامنے سر جھکانا

پڑے گا۔

اس کنونیشن میں امامیہ مشن پاکستان کی طرف سے خواجہ حبیب علی صاحب، سید ابرار حسین صاحب جعفری اور سید اظہار حسین مشہدی شریک ہوئے۔ کنونیشن نے اوقاف بورڈ، عزاداری اور دینیات کے سلسلے میں جن کمیٹیوں کی تشکیل کی ان میں سے عزاداری کمیٹی میں سید ابرار حسین صاحب جعفری ٹرسٹی مشن اور دینیات کمیٹی میں پروفیسر محمد صادق صاحب قریشی مینجنگ ٹرسٹی مشن کو بطور رکن نامزد کیا گیا۔ امامیہ مشن پاکستان اپنے قومی مطالبات کے سلسلے میں ہمیشہ پیش پیش رہا ہے۔ قوم اپنے محبوب ادارے کو اس مقام پر بھی کسی سے پیچھے نہیں پائے گی۔

سید اظہار حسین مشہدی

ہماری کتابیں

۱۔ کنوز المعجزات	۴۰۰ صفحات	ہدیہ	۵/۰۰
۲۔ عیون المعجزات	۲۰۰ ″	″	۲/۰۰
۳۔ مناقب امیر المومنین علامہ بحرانی عربی اردو		″	۲/۰۰
۴۔ خصائص امیر المومنین علامہ نسائی		″	۲/۰۰
۵۔ مخزن کرامات حضرت سید محمد علیہ السلام کے کرامات		″	۱/۰۰
۶۔ کاشف الحقائق فی جواب احسن الفوائد صفحات ۱۶۲			۱/۵۰
۷۔ اجہات الائمہ		ہدیہ	۱/۰۰
۸۔ معرفت بالنورانیہ		″	۱/۵۰
۹۔ ینابیع المودۃ		″	۱۲/۰۰
۱۰۔ مناقب آل ابی طالبؑ		″	۱۵/۰۰

ملنے کا پتہ

مکتبۃ المساجد ۱۳۳ چاہ بجے والا کوٹلہ تولے خاں ملتان شہر

امامیہ مشن پاکستان ڈھاکہ شاخ کا ایک جلسہ

بوقت چار بجے سہ پہر بروز شنبہ مورخہ ۲۳ جولائی ۶۶ء جناب سید علی حسن صاحب رضوی کے دولتکدے پر شروع ہوا جس میں مندرجہ ذیل حضرات نے شرکت فرمائی:

(۱) مہدی حسن قزلباش صاحب (۲) سلطان مرزا صاحب (۳) یوسف منکانی صاحب (۴) سید نصیر الدین حیدر رضوی صاحب (۵) رمضان علی مونی صاحب (۶) سید علی حسن رضوی صاحب (۷) سید آل حسن صاحب (۸) سید محمد عباس مشہدی صاحب۔

امامیہ مشن کی مقامی شاخ کی جانب سے ایک کتاب "شیش بانی" (آخری پیغام) بزبان بنگالی شائع ہوگئی ہے۔ اس کتاب کی طباعت کا پورا خرچ سلطان مرزا صاحب نے اپنی جیب خاص سے پورا کیا جس کیلئے تمام حاضرین نے موصوف کا شکریہ ادا کیا۔ قزلباش صاحب نے حاضرین کے سامنے پروفیسر محمد صادق قریشی صاحب کا گرامی نامہ مورخہ ۱۷ مئی ۶۶ء پڑھ کر سنایا جس سے یہ معلوم کرکے کہ مشن ٹرسٹ لاہور کے اجلاس مورخہ ۱۴ مئی میں مشرقی پاکستان ڈھاکہ کی شاخ کیلئے مبلغ چار ہزار روپے سالانہ منظور ہوئے ہیں تمام حاضرین نے اطمینان کا اظہار کیا اور اتفاق رائے سے طے پایا کہ مرکز کو ایک خط لکھا جائے جس میں اظہار تشکر کے ساتھ رقم مذکور کے بھیجنے کا مطالبہ کیا جائے تاکہ بنگالی کتابوں کی طباعت کا خرچ اور تقسیم و ارسال کیلئے ڈاک وغیرہ کے خرچ کا انتظام ہو سکے اور اس سلسلے میں جو کام آمدنی کے نہ ہونے کی وجہ سے رکے ہوئے ہیں انھیں شروع کیا جا سکے۔

امامیہ مشن ڈھاکہ کی لائبریری میں کتابوں کی شدید کمی محسوس کی گئی۔ اس سلسلے میں طے پایا کہ پروفیسر محمد صادق قریشی صاحب کے وعدے کے حوالے سے لائبریری کے لیے مزید کتابیں بھجوانے کا مطالبہ کیا جائے تاکہ یہ کمی کسی حد تک پوری ہو سکے۔ اسکے علاوہ یہاں دینی کتابوں کی ضرورت اور مانگ پوری کرنے کیلئے مشن اور مکتبہ امامیہ کی تمام کتابوں کے چند سیٹ ہر وقت موجود رہنے کی ضرورت ہے اس کیلئے قرار پایا کہ مرکز کو اس سلسلے میں یاد دہانی کرا دی جائے۔

میزان

جامع الاخبار (متن عربی)

ناشر ... مکتبۂ جعفریہ راولپنڈی

صفحات ... ۱۶۲

قیمت ... ۲/۵۰ روپے

مکتبۂ جعفریہ راولپنڈی نے شیعی عقائد و اعمال کے متعلق یہ کتاب عربی متن میں شائع کرکے ان طالبانِ شوق کی پیاس بجھائی ہے جو عربی زبان و بیان سے واقف ہیں یا واقف ہونا چاہتے ہیں۔

اس کتاب میں توحید و رسالت و قیامت و دیگر اعمال کے بارے میں مختلف اور متعدد احادیث کے ذریعے روشنی ڈالی گئی ہے۔ فروعاتِ دین کے متعلق بھی علمی بحث کی گئی ہے اور احادیثِ صحیحہ کی مدد سے اپنے بیان کو تقویت پہنچائی گئی ہے اگرچہ ان موضوعات پر عربی زبان میں لاتعداد کتابیں موجود ہیں تاہم اس کتاب کی ندرت بھی خاص طور پر ذاکرین اس کتاب سے بیحد فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ کتاب کی اشاعت اس مفروضے کو غلط قرار دیتی ہے کہ پاکستان میں عربی دانوں کی کمی ہے اور عربی کتابوں کی اشاعت بند ہونے کے برابر ہو گئی ہے۔

(و-ح)

بیعتِ رضواں

مصنف :- سید اعجاز حسین نقوی

ناشر :- مکتبہ تعمیرِ ادب پیسہ اخبار انارکلی لاہور

صفحات : ۲۴۰

قیمت : دو روپے

بیعتِ رضواں سید اعجاز حسین نقوی صاحب کی تصنیف ہے جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ جن حضرات نے تحت شجر بیعت کی تھی وہ نہ نبی ہیں نہ امام لہٰذا ان کی عصمت مشکوک ہے۔ اسی طرح صحابہ میں بھی اصولِ فضیلت اسی طرح برقرار ہے جس طرح رسولوں میں قرآن نے ذکر فرمایا ہے۔ ہاں ائمہ معصومین ہی کی ذوات ہیں جنھیں دنیا کے تمام مسلمان معصوم تسلیم کرتے ہیں۔

مولانا موصوف نے بڑی عرق ریزی سے اس کتاب کو تحریر کیا ہے اور جگہ جگہ دلیل و تحقیق سے کام لیا ہے اس کتاب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ نہایت سادہ اور صاف زبان میں ہے۔ اور بھاری بھرکم اور مولویانہ استدلال سے عاری ہے۔ اس کتاب کو دیکھ کر اس بات کا یقین ہو جاتا ہے کہ جلد ہی مولانا موصوف کی دوسری کتاب مارکیٹ میں آنے والی ہے۔

(و-ح)

اطلاعات

مجلس مشاورت کی میٹنگ

مجلس مشاورت امامیہ مشن پاکستان ٹرسٹ کی میٹنگ ۱۶ اکتوبر کو صبح ۱۰ بجے حسینیہ ہائی سکول اندرون موچی دروازہ لاہور میں منعقد ہوگی جس میں ممبران مجلس مشاورت سے شمولیت کی استدعا ہے۔

اہم فیصلہ

امامیہ مشن پاکستان ٹرسٹ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ مربی اور سرپرست حضرات کے بقایاجات کے ادا ہوجانے پر شکریہ کے طور پر فوٹو شائع کیے جایا کریں۔

اس مرتبہ مندرجہ ذیل حضرات کے فوٹو شائع کرنے درکار تھے۔ جن میں سے جو فوٹو بر وقت موصول ہوسکے شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں:-

۱- سید اختر حسین صاحب ترمذی۔ سرپرست ۷۶
قصبہ کبیر والا ضلع ملتان۔

۲- شیخ علی حسین صاحب سرپرست ۸۷
پختہ قلعہ حیدر آباد۔

۳- مولانا سید محمد افضل شاہ صاحب جعفری۔
مربی ۵۳۱ چک عبدالخالق ضلع جہلم

۴- سید الطاف حسین شاہ صاحب مربی ۵۵۰
کوٹ کرم شاہ ضلع لائلپور۔

۵- سید غلام حسن صاحب نقوی مربی ۵۹۸
سانده روڈ۔ لاہور

۶- نذیر حسین چوہدری صاحب مربی ۶۴۰
برانچ مینجر۔ لائلپور

۷- سید مسلم حسین صاحب ترمذی مربی ۶۷۴
قصبہ کبیر والا ضلع ملتان

۸- سید غلام مرتضیٰ صاحب ترمذی مربی ۷۰۱
قصبہ کبیر والا ضلع ملتان (لوکل سیکرٹری مشن)

ضروری گزارش

نہایت ادب سے درخواست ہے کہ خط و کتابت کرتے وقت اپنا ممبری نمبر ضرور لکھا کریں۔ ممبری نمبر نہ لکھنا تعمیل میں تاخیر اور الجھن کا باعث ہے اور شکایت کا موجب بنتا ہے۔

آپ کا ممبری نمبر آپ کے پتہ کی چٹ کے اوپر درج ہوتا ہے۔

مکتبہ امامیہ (امامیہ مشن پاکستان ٹرسٹ لاہور) کے چند جواہر پارے

دینِ اسلام

مصنفہ آیۃ اللہ آقا محمد حسین آلِ کاشف الغطاء

ترجمہ علامہ حسین بخش صاحب پرنسپل "جامع المنتظر" لاہور

یہ کتاب بیش بہا معلومات کا خزانہ اور قابلِ قدر علمی اذکار کا ذخیرہ ہے۔ اثباتِ باری تعالیٰ اور توحید و عدل کے موضوعات اس میں زیرِ بحث ہیں۔ یہ کتاب تمام طالبانِ دین کے لیے بلا تفریق مذہب و ملت مفید ہے اور اسکا مطالعہ طالبِ حق کے لیے ضروری ہے۔

بڑا سائز، سفید کرنافلی کاغذ، مجلد قیمت سوا تین روپے۔

دینِ حق

مصنفہ آغا عبد الحسین شرف الدین الموسوی العاملی طاب ثراہ

ترجمہ مولانا محمد باقر صاحب نقوی مولوی فاضل صدر الافاضل

یہ خطوط کا مجموعہ "دینِ حق" لبنان کے عظیم المرتبت عالم کی شہرۂ آفاق تصنیف "المراجعات" کا ترجمہ ہے۔ آقا عبد الحسین صاحب قبلہ فاضلِ عراق و عرب کے شیعہ علماء میں جلیل القدر شخصیت کے بزرگ ہیں۔ آپ ایک علمی دورہ پر مصر تشریف لے گئے وہاں کے مشہور عالمِ اہلسنت شیخ سلیم البشری شیخ الجامعہ الازہر سے شیعہ سنی اختلافات پر باتیں ہوئیں اور بعد میں عرصہ تک خط و کتابت کا سلسلہ جاری رہا۔ ہر دو مکتبِ فکر کے علماء نے جس متانت و سنجیدگی سے ایک دوسرے کے جوابات پیش کیے ہیں جو محققین کے لیے بیش بہا خزانہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اہلِ علم کے لیے بے نظیر تحفہ ہے۔

سفید کاغذ، بڑا سائز، مجلد قیمت ساڑھے چار روپے

ترغیب الصلوٰۃ

مولانا سید ولی حیدر صاحب امروہوی کا رسالہ "نماز" امامیہ مشن نے ترغیب الصلوٰۃ کے نام سے شائع کیا ہے۔ جس میں نماز کے تمام مسائل بڑی تفصیل سے پیش کیے گئے ہیں اس کے ساتھ دیگر اعمال اور مسائل بھی پیش کیے گئے ہیں کتاب پر مولانا سید قائم علی صاحب ثاقی نے نظرِ ثانی فرمائی ہے جس سے اسکی قدر و قیمت میں مزید اضافہ ہوگیا ہے۔ قیمت ۵۰ پیسے

رہنمائے حجاج

حجۃ الاسلام اعلم دوراں جناب آیۃ اللہ سرکار آقائے سید محسن حکیم مدظلہ کے فتاویٰ کے مطابق مولانا سید منظور حسین صاحب نقوی نے یہ کتاب تالیف کی ہے اور امامیہ مشن پاکستان نے اسے بڑے اہتمام سے پاکٹ سائز پر شائع کیا ہے حج کے موضوع پر یہ کتاب اپنی نظیر آپ ہے۔ جو حضرات نعمتِ حج سے متمتع ہونا چاہتے ہیں ان کے لیے یہ کتاب بجد مفید ہے قیمت ۵۰ء۱ روپیہ

کربلا کی شیر دل خاتون

تحریر ڈاکٹر عائشہ بنت الشاطی مصری

ترجمہ خان بہادر الحاج سید محمد عباس زیدی

تیسرا ایڈیشن حاضرِ خدمت ہے۔ ہماری یہ پیشکش حضرت امیر المومنینؑ کی دختر نیک اختر شریکۃ الحسین حضرت زینب صلوٰۃ اللہ علیہا کے حالاتِ زندگی پر مشتمل ہے اس مثالی شہزادی کے حالاتِ زندگی کا مطالعہ کرنے کے بعد تسلیم کرنا پڑے گا کہ علیؑ و فاطمہؑ کی اولاد امتیازی حیثیت کی حامل ہے۔ ضخامت ۳۳۶ صفحات۔

قیمت تین روپے صرف

حمائل شریف مولانا فرمان علی ایران میں طبع شدہ ولائتی کاغذ بہترین طباعت اور مستحکم جلد - ہدیہ آٹھ روپے !

خلافت و امامت مسئلہ خلافت و امامت پر اہلسنت اور شیعہ علماء کے خیالات کا مجموعہ - ۰۰۰ صفحات پر مشتمل بہترین کتابت اور عمدہ طباعت -

قیمت مجلد دس روپے

تاریخ حسن مجتبیٰ حضرت امام حسنؑ کی حیاتِ طیبہ و اقوالِ حکیمانہ - عبادات و خطبات مجلد ۴۸۳ صفحات قیمت آٹھ روپے۔

اعجاز التنزیل عیسائیت کا مکمل جواب - قرآن اور حدیث سے مستند حوالے قسم اول ۶/۳۰ روپے قسم دوم ۴/۵۰ روپے خوبصورت گرد پوش

الغفاری مصنفہ سید نجم الحسن صاحب کرار وی صحابی رسولِ اکرمؐ حضرت ابوذر غفاریؓ کی حیاتِ مقدس کا نادر مرقع - ۴۶۰ صفحات قیمت مجلد ۵/۵۰ روپے

فتح مبین ڈاکٹر ذاکر حسین فاروقی کی نادر پیشکش محمدؐ و آلِ محمدؑ کی صحیح فتح - خوبصورت و رنگین ٹائیٹل مضبوط جلد قیمت ۴ روپے

صحیفہ کاملہ حضرت امام زین العابدینؑ کی ادعیہ کا ترجمہ مفتی جعفر حسین صاحب قبلہ مجتہد العصر ضخامت ۵۳۴ صفحے جلد مضبوط سنہری ڈائیدار سائز $\frac{30 \times 20}{4}$ قیمت ۱۰ روپے

متعہ اور اسلام سرکار سید العلماء کی تصنیف - اس میں نکاح متعہ کے معنی علماء شیعہ کی نظر میں فلسفہ ازدواج جواز و عدم جواز کا معیار قرآنی دلائل و حدیث سے ثبوت ۲۷۲ صفحات گرد پوش، طباعت اعلیٰ قیمت تین روپے صرف -

المرتضیٰ کلاں ۴۴۵ صفحات پر مشتمل سید علی جعفری ایم اے کی گرانقدر تصنیف - باب اول میں حضرت علیؑ کی شخصیت خداوندِ عالم کی نظر میں، باب دوم میں حضرت امیرؑ کی شخصیت رسولِ عالمؐ کی نظر میں، باب سوم میں حضرت امیرؑ کی شخصیت خود اپنی زبانی اور باب چہارم میں حضرت امیرؑ کی شخصیت اصحاب و ازواجِ رسولؐ کی نظر میں۔ قیمت صرف تین روپے ۸۲ پیسے۔

فکرِ انیس عاشقانِ امامِ مظلوم کے لیے یہ کتاب ایک حسین تحفہ ہے - میر انیس کے مراثی کا ایک حسین انتخاب جس میں امام حسینؑ کی مدینہ سے روانگی سے لے کر شہادت تک کے تمام واقعات شامل ہیں ضخامت ۴۴۴ صفحات

قیمت صرف تین روپے

الشہید ۳۲۶ صفحات پر مشتمل سید علی جعفری ایم - اے کی گرانقدر تصنیف، پہلے حصہ میں امام حسینؑ کی شخصیت خداوندِ عالم کی نظر میں، رسولِ اکرمؐ، آلِ رسولؐ، اصحاب، و ازواجِ رسولؐ اور مخلوقاتِ عالم کی نظر میں، دوسرے حصے میں قاتلانِ امامِ مظلومؑ کی حقیقت اور ان کا انجام پیش کیا گیا ہے - قیمت صرف ۳/۶۲ روپے

ہر قسم کی مذہبی کتب خریدنے کیلئے رابطہ قائم کرنے کا پتہ :-

مکتبہ امامیہ پاک نگر اکرم روڈ لاہور

شیخ محمد انور پرنٹر پبلشر نے تعلیمی پریس لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ "پیام عمل" لاہور پاک نگر اکرم روڈ لاہور سے شائع کیا۔

اِجازۂ سہمِ امامؑ

ازسرکار آیت اللہ العظمےٰ آقائے محسن حکیم طباطبائی مدظلہ العالی مجتہد اعظم نجف اشرف (عراق)

امامیہ مشن پاکستان لاہور کی اعانت خمس سہمِ امامؑ سے بھی کی جاسکتی ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم و لہ الحمد

جناب مستطاب مروج الاسلام آقای سید ابرار حسین شیرازی

مدیر مجلہ پیام عمل امامیہ میشن پاکستان لاہور

پس از ابلاغ سلام، جنابعالی مجاز می باشید که مبلغ یکصد هزار روپیہ پاکستانی بابت سہم مبارک امام علیہ السلام تدریجاً اخذ نمائید و رسید آنرا از اینجانب گرفته بصاحبان وجه برسانید و این مبلغ را در ترویج شرع مقدس و مذهب حقه شیعه و مبلغین و کتب تبلیغی بمصرف برسانید و از خداوند متعال توفیقات و تائیدات و پیشرفت مقاصد مشروعه امامیه میشن را خواستاریم زیرا ترویج دین در این عصر حاضر بسیار لازم بلکه از الزم واجبات می باشد و ان شاء اللہ تعالی حضرت ولی عصر ارواحنا فداه از نظر خود باین مؤسسه کمک خواهند نمود والسلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاته

محسن الطباطبائی الحکیم

١٣٨١

٢٤.١٨

بسم اللہ الرحمن الرحیم و لہ الحمد

جناب مستطاب مروج الاسلام آقائے سید ابرار حسین شیرازی۔ مدیر مجلہ پیام عمل امامیہ مشن پاکستان لاہور۔

سلام مسنون کے بعد۔ آپ مبلغ ایک لاکھ روپیے پاکستانی بابت سہم امام علیہ السلام بتدریج حاصل کرنے کے مجاز ہیں۔ اور اسکی رسید ہم سے حاصل کرکے صاحبان رقوم تک پہنچا دیں۔ اور اس رقم کو آپ شرع مقدس اور مذہب حقہ شیعہ کی ترویج مبلغین اور تبلیغی کتب پر صرف کریں ہم خداوند متعال سے امامیہ مشن پاکستان کے شرعی مقاصد کے انجام دینے کے لئے توفیقات و تائیدات الٰہیہ کے خواستگار ہیں۔ کیونکہ دور حاضر میں دین حق کی ترویج بہت ضروری ہے بلکہ واجبات میں بہت زیادہ اہم و ضروری ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ حضرت ولی عصر ارواحنا لہ الفدا اپنی نظر عاطفت سے اس ادارے کی امداد فرمائیں گے۔ والسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ،

دستخط و مہر مبارک محسن الحکیم الطباطبائی

۱۰ر جمادی الثانیہ ۱۳۸۱ھ

ترسیل زر کا پتہ

امامیہ مشن پاکستان لاہور (رجسٹرڈ)

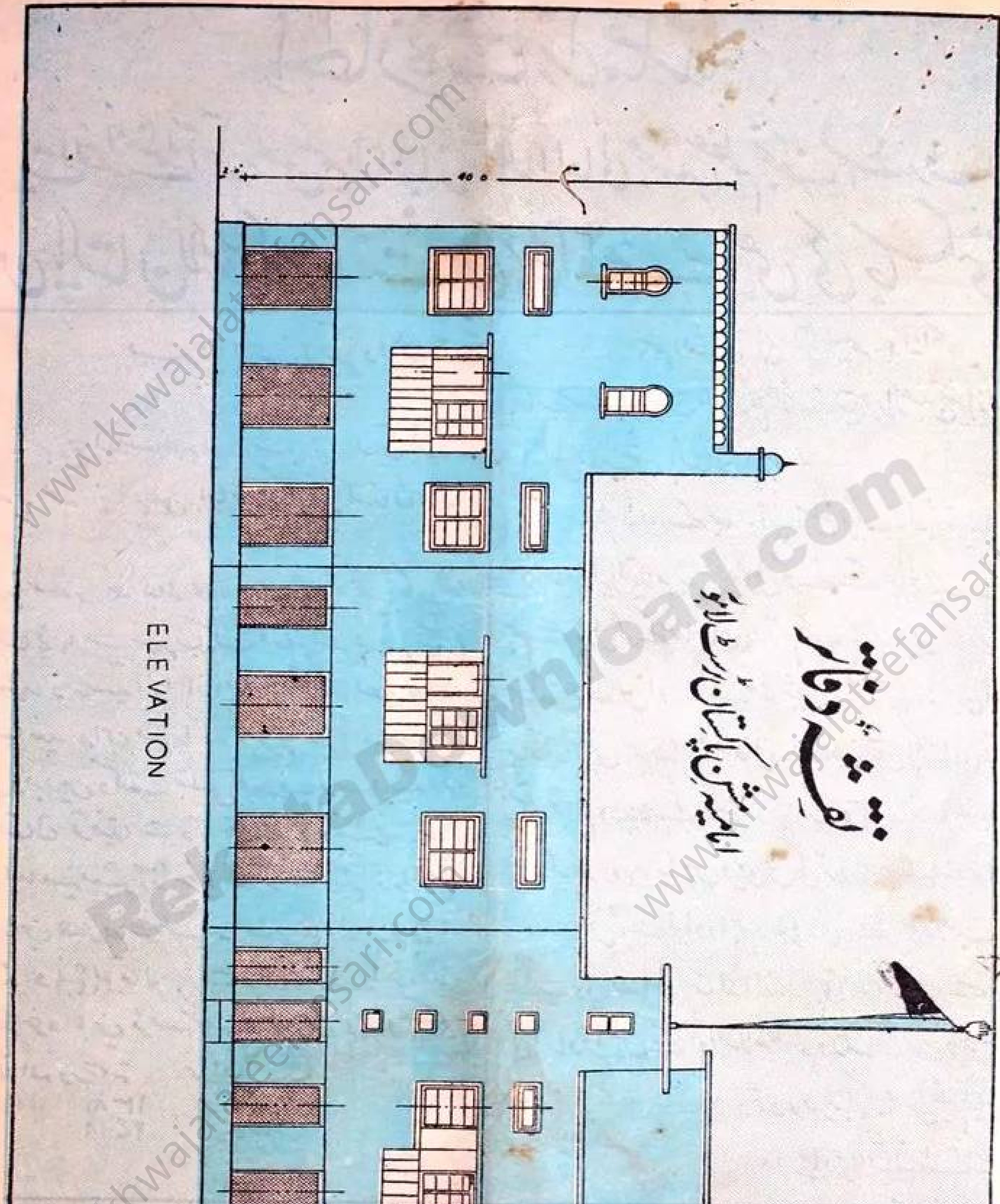
ELEVATION
PLINTH LEVEL
GROUND LEVEL